

توبین رسالت
اور
اسکی مہرا

فقیہ پاکستان علامہ محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی
دارالافتاء جامعہ اسلامیہ اشرفیہ لاہور

مجموع و ترتیب

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہ العالی
مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور و دارالعلوم کوئٹہ - کراچی

ادارہ اسلامیات
۱۹۰- انارکلی
لاہور - پاکستان

۲۲۲۳۹۱ - ۲۵۲۲۵۵

توہین رسالت اور اسکی منہا

از
فقیر العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی دامت برکاتہم
دارالافتاء - جامعہ اشرفیہ - لاہور

جمع و ترتیب
حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی ظہیم
مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور و دارالعلوم کورنگی - کراچی

ادارہ اسلامیات ° ۱۹۰- انارکلی
لاہور ۱، پاکستان

۳۵۳۲۵۵ - ۷۲۳۹۹۱

نام کتاب ————— ”توہین رسالت اور اُس کی سنرا“
 تاریخ طباعت ————— جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق رجب ۱۴۱۵ھ
 باہتمام ————— اشرف برادران سلمہم الرحمن
 کتابت ————— مشتاق احمد جلالپوری
 قیمت —————

ناشران

ادارۃ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور ۲

فون نمبر ۳۵۳۲۵۵ — ۷۲۴۳۹۹۱

ملنے کے پتے

ادارۃ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور ۲

دالال شاعت اردو بازار کراچی ۱

ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کونجی کراچی ۱

مکتبہ دارالعلوم جامعہ دارالعلوم کونجی کراچی ۱

ادارۃ القرآن سبیلہ چوک گارڈن ٹیسٹ کراچی ۱

بیت القرآن، اردو بازار- کراچی ۱

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴	عرض ناشر	۱
۵	عرض مرتب	۲
۹	سلمان رشدی کی گستاخیوں سے متعلق برطانیہ سے استفتاء	۳
۱۴	الجواب	۴
۱۴	قرآن شریف کی بائیس آیات	۵
۲۵	چالیس احادیث مبارکہ	۶
۴۴	گستاخی کی منہ سے متعلق علمائے اُمت کا اجماع - دس حوالے	۷
۶۰	قیاس شرعی اور عقل کی روشنی میں سات وجوہات	۸
۶۳	فقہاء کرام کے دس حوالہ جات	۹
۷۷	قتل مرتد کے طریقہ پر فقہ حنفی کی تین عبارات	۱۰
۷۹	معافی ایک دھوکہ ہے	۱۱
۸۱	خلاصہ (چھ نکات)	۱۲
۸۳	سچی توبہ سے قتل معاف ہونے کے قائل دو علماء کی عبارات	۱۳
۸۶	سچی توبہ کا طریقہ	۱۴
۸۸	ضمیمہ قائد ایران کے مثالی اقدامات (سات نکات)	۱۵
۹۰	ضمیمہ اسرائیل کا دنیا بھر کو الٹی میٹم (سات نکات)	۱۶
۹۳	استفتاء کے نمبر وار جوابات -	۱۷

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ - اما بعد
اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ اپنے موضوع پر اہم فقہی تاویز
ہے جس میں قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کے مستند حوالوں سے توہین رسالت کی منرا
اور اس سے متعلق شرعی احکام تفصیل سے واضح کئے گئے ہیں۔

یہ تحریر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ نگرانی
محمود اشرف عثمانی استاذ و رفیق دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور نے مرتب کی تھی جو
ماہنامہ ”الحسن“ کی ایک خصوصی اشاعت میں بطور فتویٰ شائع ہوئی۔ یہ تحریر ”اسلام و
مسلمان اور رشدی سلمان“ کے نام سے رشدی سلمان گستاخ کی شرعی منرا کی وضاحت
کرنے کے لئے شائع ہوئی تھی، مگر اس میں گستاخ رسول اور اُس کی منرا سے متعلق
اصولی احکام مفصل ذکر کر دیئے گئے تھے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ عام استفادہ
کے پیش نظر اسے عام فہم نام ہی سے شائع کیا جائے۔ چنانچہ اب یہ کتاب
”توہین رسالت اور اُس کی منرا“ کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
امید ہے کہ اس موضوع پر یہ تحریر علمی غلار کو پُر کرے گی۔

والسلام
اشرف
میرادان

لاہور

عرض مرتب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ و اصحابہ اجمعین۔

اما بعد ! زیر نظر رسالہ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے درحقیقت ایک استفثناء کا مفصل جواب ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ آج سے چھ سال قبل سلمان رشدی نامی ایک شخص نے اپنی کچھ مغفلات انگریزی ناول کی شکل میں شائع کیں تو پوری دُنیا کے مسلمانوں میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ عالم اسلام کے سرکردہ افراد مختلف اسلامی تنظیموں اور مسلمانانِ عالم اسلام نے اس گستاخ و دیدہ و سن شخص کو منرا دینے کا مطالبہ کیا اور اس کے لئے پوری دُنیا میں احتجاج کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عالم اسلام کے اس احتجاج پر اسرائیل نے مجرم کو پناہ دینے کا اعلان کیا تو ایران نے اس دیدہ و سن شخص کو موت کے گھاٹ اُتارنے والے فرد کے لئے خصوصی انعام مقرر کیا۔ اس موقع پر یہ سوال بھی اُٹھا کہ اسلامی شریعت میں ایسے گستاخ شخص کی منرا کیا ہے؟ برطانیہ کے کچھ معزز مسلمانوں نے اسی سوال پر مبنی ایک استفثناء جامعہ اشرفیہ لاہور کے دارالافتاء میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ کی خدمت میں ارسال کیا اور تفصیلی جواب کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت والا مدظلہم نے اس ناچیز کو تفصیلی جواب مرتب کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حسبِ الحکم احقر روزانہ آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ طیبہ اور علماء، فقہاء اور محدثین کی عبادتِ اَدب و ترجمہ کے ہمراہ مرتب کر کے حضرت ممدوح کی خدمت میں پیش کرتا اور آیات و عبارات کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑ دیتا جسے حضرت اپنے قلم سے پُر فرماتے اور اس میں بیش بہا نکات درج فرماتے۔

اس طرح یہ پورا فتویٰ احقر کے استاذ و مرئی، فقیہ محقق، بقیۃ السلف حضرت اقدس مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی (مد اللہ ظہم العالی بالصوتہ والعافیتہ) کے قلم یا ان کے املاء کا فیض ہے۔ صرف عربی عبارات اور ان کے اردو ترجمہ کا حصہ احقر نے جمع کر کے مرتب کیا اور غالباً خلاصہ اور استفتاء کے نمبر وار جواب بھی احقر کے قلم سے ہوئے تھے، بہر حال یہ فتویٰ حضرت دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کا اہم مجموعہ بھی ہے اور غالباً اس موضوع پر اردو زبان میں یہ سب سے تفصیلی فتویٰ ہے جس میں توہین رسالت کی سزا کے فقہی پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے اور مستند دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ یہ تفصیلی فتویٰ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ میں مرتب ہوا اور کچھ ہی عرصہ بعد ماہنامہ ”الحسن“ کی خصوصی اشاعت میں شائع کیا گیا۔

ابھی حال ہی میں (یعنی ۱۴۱۵ھ میں) پاکستان میں توہین رسالت کے قانون سے متعلق عوامی حلقوں میں ایک بحث چھڑی تو بعض رسائل میں اس فتویٰ کی بعض عبارات شائع ہوئیں مگر وہ نا تمام عبارات تھیں جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا بھی امکان تھا اس لئے خیال ہوا کہ یہ مکمل فتویٰ نئے عنوان کے ساتھ باقاعدہ کتاب کی شکل میں طبع ہو کر محفوظ ہو جائے تاکہ حضرت ممدوح دام ظلہم اور اس ناچیز کے لئے باعثِ اجر و ثواب ہو اور اس موضوع کے متلاشی حضرات کے لئے استفادہ کرنا ممکن ہو۔ چنانچہ اب یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے نافع بنائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں ایمان کی قوت و حلاوت پیدا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہماری لگ لگ میں پیوست فرما دیں۔ آمین

فقط

احقر محمود اشرف غفر اللہ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلام و مسلمان اور رشدی مسلمان

مسلمان و رشدی کی انسانیت سوز گالیوں پر ایک نظر
ایسے گستاخ شخص کی منرا سے متعلق

○ قرآن شریف کی آیات ○ چالیس احادیث مبارکہ

○ اجماع امت کے دس حوالہ جات ○ تیس عقل کی سات وجوہات

○ بابہ بعد کے دس حلیل القدر فقہاء کے اقوال ○ ابراہیم منرا فقہی عبارات

○ رشدی کی صبیحہ معانی کے دھوکہ ہونے اور سچی توبہ کی شرائط کا بیان

نیز بطور ضمیمہ جات

○ قادیان ایران کے اقدامات پر سات نکات ○ اسرائیل کے کردار سے متعلق ملاحظہ

از

فقیر احمد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحبِ نظر عالمی دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

جمع و ترتیب

محمود اشرف عثمانی رفیق دارالافتاء و استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

(مضمون کی پہلی اشاعت کا عکس)



استفتاء

محترم و مکرم حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

شاہد رسول سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات (SATANIC VERSES) پبلکٹوین نے ستمبر ۱۹۹۰ء میں برطانیہ میں ایک نہایت سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بڑے اہتمام اور شیطانی پروپیگنڈے کے ساتھ شائع کی ہے۔ یہ کتاب صرف نام ہی کی نہیں، بلکہ پچھلے مہینے ایک شیطانی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا دشمن شیطان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوا۔ لیکن اس کتاب میں شیطان نے اپنی شیطنت کو جس طرح نکا کر کے پیش کیا ہے اور پھر جس طرح ایک مسلمان کے نام سے کیا ہے اس کی کوئی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ رشدی اپنی کتاب کو یورپ کی سات زبانوں میں شائع کرانے کا انتظام کر رہا ہے۔

رشدی برطانیہ کا شہری ہے۔ وہ بمبئی (انڈیا) کے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا۔ کیمبرج یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور مستشرقین کی تصانیف سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے رشدی کو ایک روشن خیال مسلم معنف کے طور پر دنیا میں مشہور کیا۔ رشدی نے ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بیان دیا:-

”میرا ایک مسلم گھرانے سے تعلق ہے اسی میں پروان چڑھا ہوں اور اسلام

ہی میری دلچسپیوں کا محور ہے۔ میں جہلا اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف کیسے لکھ سکتا ہوں۔ لوگوں نے میرا ناول سمجھنے میں کوتاہی کی ہے“

۴۵ صفحات اور ۹ ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہادوثی انسانیت سرورِ عالم حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر ایک منظم حملہ ہے۔ خصوصاً اس کے دو باب ۲۲ اور ۲۳ جو مستتر صفحات پر مشتمل ہیں ان میں پیغمبر خدا، اہمات المؤمنین، قرآن مجید، اسلامی عقائد اور صحابہ کرامؓ کی ذات گرامی پر اندراہ خباثت نہایت گستاخانہ اور شرمناک حلقے

کئے گئے ہیں جن کے تصور سے بھی انسانی دُوح کا نپ اٹھتی ہے۔

مسلمان دُنیا بھر میں تو این رسالت کے مجرموں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ حرمتِ تاجدارِ مدینہ پر مرٹن مسلمان کی پہچان ہے۔ تقریباً تین مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ الریاض (سعودی عربیہ) میں ۱۳ تا ۱۶ مارچ ۱۹۸۹ء کو منعقد ہونے والی وزرائے خارجہ کی اٹھارہویں کانفرنس نے متفقہ طور پر ”شیطانی آیات“ کی شدید مذمت کرتے ہوئے رِشدی کو مرتد قرار دیا ہے۔ برطانیہ کے ۲۰ لاکھ مسلمان گذشتہ ۷، ۸ ماہ سے مسلسل اس کتاب، اس کے مصنف اور پبلشرز کے خلاف بڑے زور شور سے اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مسلمان اس بات کا پختہ عزم کر چکے ہیں کہ انشاء اللہ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک حکومت برطانیہ ان کے کم از کم یہ مطالبات منظور نہ کر لے یعنی :-

- کتاب کو فوری طور پر ضبط کیا جائے۔
- مصنف اور پبلشرز کو قرارِ واقعی سزا دی جائے۔
- بلا تفریق مذہبی تحفظات کا قانون نافذ کیا جائے۔

وزیر اعظم مسز سچیر اور وزیر خارجہ سر جیفری ہاؤ نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ اس شیطانی کتاب نے اسلام جیسے عظیم مذہب کے تقدس پر ایسے افسوسناک حملے کئے ہیں جس سے مسلمانوں کے ایمانی جذبات بُری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مذہبی لیڈروں نے بھی مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب کی مذمت کی ہے۔

رِشدی اور پینگوین کی ناپاک حرکت کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرنا ہمارا ایسا ہی اور انسانی فرض ہے۔ اگر اسے خاموشی سے برداشت کر لیا گیا تو دوسرے تو دوسرے ہم خود اپنی نئی نسل کے بارے میں اطمینان نہیں کر سکتے کہ اس کے دلوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ ان پر قربان) کا وہی احترام قائم رہ سکے گا جو مسلمانوں کا شعار ہے۔ وہ ہستی جسے ہم انسانیت کا رہبر سمجھتے ہیں اور جس کی ہبری

پر انسانیت کی نجات اور فلاح موقوف ہے، اس کے حق میں تقدس اور احترام کی فضا کا قائم ہونا اور اُسے برقرار رکھا جانا ضروری ہے۔ اگر یہ فضا قائم نہ رہے تو اس کی درہری کا مقام محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور عالم انسانی کو اس سے استفادہ کرنا آسان نہیں ہو سکتا۔

اس پس منظر کے بعد اب نہایت دُکھ کے ساتھ محض ضرورت کے تحت شیطانی کتاب سے یہ چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں (لقل کفر کفر نہ باشد) تاکہ فتوے دینے میں آسانی ہو۔

● اس کتاب میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے متفقہ برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "حرام" کہا گیا۔ صفحہ ۹۵

● حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرون وسطیٰ کے اس ہتک آمیز نام "مہوند" سے پکارا گیا ہے جس کا مطلب (نعوذ باللہ) شیطان یا جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ صفحہ ۹۵۔

● نیز آپ کے متعلق یہ فقرے استعمال کئے گئے ہیں :-

"وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے پاس نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے وقت نہیں" صفحہ ۳۶۳

و اپنی بیوی کی وفات کے بعد مہوند کوئی فرشتہ نہیں رہا، آپ میرا مطلب خود بخود ہی سمجھ لیجئے" صفحہ ۳۶۶

و اسے جو وحی آتی وہ اس کی اپنی غرض کے لحاظ سے "بروقت"، ہوتی تھی یعنی ایسے وقت جبکہ "مومنین" آپس میں جھگڑ رہے ہوتے تھے" صفحہ ۳۶۴

"صحابہ کرام کو نام لے کر "احق" اور "ناکارہ" کہا گیا ہے" صفحہ ۱۰۱

"طوائفوں اور فاحشاؤں کو پیغمبر خدا کی ادواج مطہرات کے نام دے کر ایک قحبہ خانے میں پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں حسب ضرورت دل کھول کر ادبی مغلطات بھی گئی ہیں۔ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۳

"اسلام کے متبرک شرمکے کو "جاہلیہ" کے نام سے پکارا گیا ہے، یعنی جہالت

اور تاریخی ہنگامہ صفحہ ۹۵

وہ مسلمانوں کا خدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کاروباری تاجر ہے اور اسلامی

شریعت تو ہر ذلیل سے ذلیل چیز میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ صفحہ ۳۶۴

وہ اغلام بازی اور جماعت کے خصوصی آسن کی خود جبریل این نے توثیق کر

رکھی ہے۔ صفحہ ۳۶۴

رشدی کے جرم و سزا کی صحیح اسلامی شرعی حیثیت سمجھنے میں مسلمان کچھ دقت

محسوس کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ذہنی کشمکش اور افراط و تفریط کے مریض کا

شکار ہو رہے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا پس منظر اور اقتباسات کو پیش نظر

رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں اور فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور

فقہ حنبلی کے حوالے سے حسب ذیل سوالات کے مدلل جوابات وضاحت کے

ساتھ عنایت فرمائیں۔ امت مسلمہ خاص طور پر برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک

میں بسنے والے مسلمانوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہو گا۔ دشمنوں کے ذہریلے

پروپیگنڈے زوروں پر ہیں اور مسلمان علوم دینیہ سے پوری طرح واقف

نہیں۔ ایسے حالات میں اسلامی موقف کی صحیح وضاحت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سوال ۱ :- شاتم رسول رشدی کے جرم کی اسلامی فقہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی)

میں کیا تعریف ہے؟ یعنی رشدی مرتد ہے، یا لادین یا دونوں کا اس پر

اطلاق ہوتا ہے۔

سوال ۲ :- رشدی کے جرم کی شریعت نے کیا سزا مقرر کی ہے؟

سوال ۳ :- شریعت کے مطابق جاری کردہ سزا کیسے نافذ کی جائے گی؟ کون

سے ادارے یا افراد سزا کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے؟

سوال ۴ :- کیا اسلامی شرعی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر اور صفائی کا موقع دینے

بغیر رشدی جیسے کلمہ کھلا اور خود اقراری شاتم رسول (جو کہ بارہا ٹیلی ویژن پر

توہین آمیز کلمات دہراتے ہوئے یہاں تک کہ چپکا ہے کہ ”کاش میں نے اس

سے بھی سخت تنقیدی کتاب لکھی ہوتی“ کے خلاف اسلامی منرا نافذ کی جاسکتی ہے ؟

سوال ۵ :- رشدی کے لئے معافی اور تلافی کی کیا صورت ہے ؟ کیا کسی طرح وہ دنیاوی منرا سے بچ سکتا ہے ؟

سوال ۶ :- کیا پبلشرز ”پینگوٹین“ اور دیگر قلوٹ اداروں کے ساتھ مسلمانوں کو کسی قسم کا کاروبار جائز ہے ؟

سوال ۷ :- رشدی کی حمایت اور اس کی کتاب کو سراہنے والے مسلمانوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

السائلین

مفتی مقبول احمد چیئرمین اسلامک ڈیفنس کونسل سکاٹ لینڈ -

مقبول احمد، محمد اسلم لاہوری (ایگزیکٹو ممبر)

احقر محمد اسلم، طفیل حسین شاہ (وائس چیئرمین)

طفیل حسین شاہ، قاضی منظور حسین (کنوینر جلوس کمیٹی)۔

منظور حسین، مسٹر بشیر مان (جے پی) سیکرٹری

بشیر احمد مان، ابو محمد سعید چوہدری، (کنوینر مسلم ممالک رابطہ کمیٹی)

ڈاکٹر عبید الرؤف (کوآرڈینیٹر)

جاوید اقبال ظفر (خزانچی)

الجواب

بِسْمِ اللَّهِ وَمُحَمَّدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا۔

مسلمانِ رشدی کی فحش گالیوں کی تحریرات اگر واقعی انہی کی ہیں کسی اسلام کے سخت ترین دشمن نے لکھ کر ان کے نام کی اجازت لے کر نہیں چھاپ دی، واقعی ان کی ہے تو ایسا ممکن ہونا ہی عقل میں نہیں آتا کہ ایسی تحریرات جو کسی شریف کی زبان یا قلم پر آ ہی نہیں سکتیں وہ ایک مسلمان کہلانے والے کے قلم سے کیسے ممکن ہیں؟ جس شخص میں اسلام تو اسلام شرافت کی کوئی رُمق بھی باقی ہوگی وہ ایسی باتوں کا تحیل بھی نہیں لاسکتا۔

جو تمہاری ماں بہن کو کوئی ایسا ایسا کہتا

تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے؟

اگر یہ تحریریں کسی سخت کمینہ دشمن نے مرتب کر کے ان سے پانچ ہزار ڈالر کا وعدہ کر کے ان کے نام سے طبع نہیں کر دیں، واقعی انہی نے کسی کے دھوکہ میں آ کر لکھ ماری ہیں تو ان کے احکام قرآن مجید، احادیث پاک، اجماع اُمت، قیاسات شرعیہ اور اسلاف اُمت کی تحقیقات سے پیش کرتے ہیں۔

مکن ہے خودِ رشدی صاحب، سارے مسلمان اور شریف النفس غیر مسلم غور کر سکیں اور اس شعر کو سمجھ لیں۔

قرآن شریف کی آیات

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ

النَّفْسِ ۚ وَآزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔

”نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے

بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی

بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔“

(سورۃ احزاب آیت ۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تو ہماری اپنی جانوں کے حق سے بہت زیادہ ہے اور ان کی اندازِ مطہراتِ نوسب مسلمانوں کی سائیں ہیں۔ ان روحانی ماؤں کا حق جسمانی ماؤں سے اس قدر زیادہ سمجھنا ضروری ہے جتنا روح کا حق جسم سے نڈاندہ رہتا ہے کہ جسم چند درزیں مٹی بن کر نیست و نابود ہونے والا ہے اور روح سب کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتی ہے۔

ہر آدمی مسلمان ہو یا نہ ہو مگر ذرا شریف قسم کی عقل رکھتا ہو وہ کبھی اپنی جسمانی والدہ کے متعلق ایسی گالیاں سن کر خون کھول جائے بغیر نہیں رہ سکتا سوچ سمجھ لیجئے کہ اس کا جذبہ دل و ایمان کیسے ٹھنڈا ہو سکتا ہے؟

ہر آدمی اپنے سے جواب لے کہ اس کے ساتھ ایسا ہو تو وہ کیا کرے؟ ایک ہماری ہی ماں نہیں ہم سب کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، اب سے لے کر پندرہ سو سال تک پہلے کے ان سلسلوں کی بھی وہی اعلیٰ قسم کی روحانی و ایمانی ماں، پھر آپ کے اپنے ہی سلسلہ نسب تک ڈیڑھ ہزار سال کے سارے مسلمانوں کی ان کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کے سب پندرہ سو سالہ سلسلوں کی والدہ وہ بھی روحانی و ایمانی کو ایسی گالیاں!

۴۔ تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے

ہم موجودہ ہی کی نہیں تمام زندہ و فوت شدہ مسلمان مرد، عورت ان کے ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کے پندرہ سو سال تک کے سارے بزرگوں کی روحانی و ایمانی، ان ادبوں کھربوں بلکہ سنکھوں مہا سنکھوں بے حد و بیشمار بزرگوں کی گالیاں سن کر قبروں میں، جنتوں میں، برزخ میں تلملانے والوں، والیوں کے خون کھولا دینے والے جذبات اس شخص کے لئے کیسے ہوں گے؟ اور جتنا ان کا جہاں جہاں قابو چلے گا وہ کیا نہ کر سکیں گے؟

یہ دُنیا ہے یہاں تو بند ہے بالکل زباں اُن کی
وہ عقبی ہے وہاں سُلنی پُڑے گی داستاں اُن کی

رشدی صاحب! اپنے ماں باپ اور پندرہ سو سالہ تمام بزرگوں کے کھول جانے
دے جذبات یہاں نہیں تو وہاں کیا کچھ نہ کر دکھائیں گے؟ دودن کی زندگی کا گھمنڈ
نہ کرو جبکہ ہر وقت ایکسیڈنٹ کا شُبہ ہے اور اب تو روز دن کے ہارٹ اٹیک
نے مشاہدہ کر دیا ہے۔

۱۲ اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ
وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ
وَالْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ
وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ
اُولَٰئِكَ مُتَرَدِّدُونَ
يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةً
رَّزَقَ كَرِيمًا

”گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق
ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے
لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے
مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد
ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں وہ
اس بات سے پاک ہیں جو یہ کہتے پھرتے
ہیں، اُن کے لئے تو مغفرت اور عزت

کی روزی ہے“

(سورۃ النور آیت ۲۶)

نکاح شادی میں لوگ سمجھتے ہیں کہ بس ہمارے انتخاب ہیں اور کچھ نہیں مگر
یہ غیر مسلموں کے خیالات ہیں۔ حقیقت میں خدائے کائنات ایک کا جوڑ
دوسرے سے لگاتے ہیں اور اس کے خلاف نہیں ہوتا، گوان میں سے کوئی
عارضی کوئی دائمی ہو۔

ارشاد ہے کہ خبیث (بُری) عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور
ایسے ہی مرد ایسی ہی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں
کے لئے ہوتی ہیں اور ایسے ہی مرد ایسی عورتوں کے لئے۔

یہ قانونِ فطرت ہے اس لئے اولا جو اس کے خلاف کئے گا وہ اس فطری

خدائی قانون کا انکار کر رہا ہے اور کسی اسلامی قانون کا بھی منکر باغی اور اسلام سے خارج ہے ازواجِ مطہراتِ نیک سے کسی کو طعن کرنے والا صرف ان کے خاتونِ طیب ہونے کا ہی انکار نہیں کرتا بلکہ جن طیبہ مردوں کے لئے وہ ہیں اُن کے پاکیزہ ہونے کا انکار ہے تو یہ انکارِ قانون بھی اور نبی کی پاکیزگی کا ضمنی انکار دوسرا کفر ہے ان ازواجِ مطہرات کو خبیث کہنا قانونِ خدا کا انکارِ تیسرا کفر، اور چونکہ خبیث، خبیث کیلئے ہے قانونِ توہین کو ایسا کہنا چھوٹا کفر۔ ان کے بری ہونے کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں ان کا جھوٹا اور ان کا بری اور پاک ہونا خدائی شہادت ہے جس کے خلاف سے انسان باغی کافر ہو گا یہ پانچواں کفر ہے۔ ان کے لئے آخرت میں مغفرت نہ ہونے کا دنیا میں عیش نہ ہونے کا منکر یہ چھٹا اور ساتواں کفر ہے۔ ان باتوں میں تو خدا تعالیٰ کا بھی انکار لازم آ رہا ہے۔

۷۲ اِنَّ الَّذِیْنَ یُزْمُنُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ۖ
الْغَافِلَاتِ الْعَوْمَانَ لَعْنُوْا
کوجو پاکدامن ہیں اور ایسی باتوں سے
بے خبر ہیں ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا
اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان
عَذَابٌ عَظِیْمٌ -
کو بڑا عذاب ہو گا“
(سورۃ نور آیت: ۲۳)

لعنت حق تعالیٰ کی ہر رحمت سے دُور کرنے کو کہتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پاک سیدھی سادی معمولی مسلمان عورتوں پر تمہمت لگانے والوں کے لئے دنیا میں پھر آخرت میں تمام رحمتوں سے دُور کرنے کا اور قیامت کے بڑے عذاب کا انجام مقرر کیا ہے۔ یہ تو ہر مسلمان عورت پر تمہمت لگانے کی دنیوی و آخروی محرومی اور عذابِ عظیم ذکر فرمایا اور جو عورتیں بحکم قرآنی پاکیزہ ہیں پاکیزہ بزرگوں سے وابستہ ہیں پھر اور اُوپر چلنے کے انبیاء و رسل سے وابستہ ہو کر اور بھی سب کی مائیں اور دینی عظمت میں سب سے بڑھ کر ہیں اُن پر تمہمت لگانے والے کا کیا شر

ہو گا ذرا اس پر بھی غور کر لیں۔

۴ وَالَّذِينَ يَزُمُونَ الْمَحْضَمَاتِ ۖ
 ثُمَّ لَا تَجِدُ لَوِيَّاتِهِمْ غَاوًا ۚ
 فَاجْلِدْ ۖ وَهُمَا ثَمَانِينَ جَلْدَةً
 وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ
 اُن کی گواہی کبھی قبول نہ
 کرو۔ (سورۃ نور: ۴)

یہ سزائے سخت تو صرف اُن کے لئے ہے جو عام مسلمان عورتوں پر تہمت لگائیں اور چشم دید چار گواہ نہ لاجا سکیں۔ اب خیال کیجئے کہ ان سے بہت اونچے بزرگ پر بلکہ طبقات ازواج پر بلکہ اربوں کھربوں مسلمان کی ماں، نانی، دادی پر تہمت لگائے اور چار چشم دید کیا ایک فرضی گواہ بھی نہ رکھتا، ہو تو اس کی سزا کیا، ہونی چاہیئے؟ جن کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کی اب پندرہ سو سال تک کی سب کی بزرگ ترین مساؤں پر ایسی فحش گالی سے تہمت تو ہر مسلمان کے جذبات کی تسکین آخر کس سزا سے ہو سکتی ہے؟ ہمیشہ کے لئے ناقابلِ شہادۃ ہونا تو معمولی تہمت پر تھا اب کیا سزا ہوگی؟

۵ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ
 رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى
 الدُّنْيَا وَالْآٰخِرَةِ ۚ وَ اَعَدَّ
 لَهُمْ عَذَابًا مُّهِمًّا ۚ وَالَّذِيْنَ
 يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
 وَ الْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا
 فَقَدْ اِخْتَصَلُوْا بِهٖمَّا نَا ۚ
 اِنَّهَا مُّهِمَّةٌ ۚ (سورۃ احزاب: ۵۸)

”وہ جسے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے“ اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدو ن اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔“

اذیت جسمانی بھی ہوتی ہے اور روحانی بھی، ذہنی بھی، عقلی بھی، ان سب معذرتوں میں جو شخص اللہ رسول اور مومنین و مومنات کو کوئی سی بھی اذیت دے گا وہ دین و دنیا میں رحمت سے دُور (لعنت) اور گناہ عظیم میں ہوگا اسی لئے ہر شخص کو غور کر لینا چاہیے کہ ذرا سی دوا پنچ کی زبان کہاں کہاں پہنچا رہی ہے۔ دُنیا و آخرت میں ہر رحمت سے محرومی معمولی بات نہیں۔

۶ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوبُوا کَو تَکْلِیْفِ سَیِّئَاتِیْ پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے فَلَهُمْ عَذَابٌ جَهَنَّمُ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ۔ (سورۃ البروج: ۲) لئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

عام مسلمانوں کو فتنہ اور پریشانی میں ڈالنے والوں کے لئے پھونک ڈالنے والا عذاب ہے تو انبیاء، صحابہ اور صلحاء کے فتنہ سے کیا کچھ نہ ہوگا۔

۷ وَمَا كَانَ لَکُمْ اَنْ تُوْذَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنفَکِحُوْا اَزْوَاجَکُمْ مِنْۢ بَعْدِہٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلَکُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا۔ (سورۃ احزاب: ۵۸) ”اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے۔“

ازواجِ مطہرات سے تو نکاح بھی ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے اور کسی بات کا تو کیا کہنا !

۸ اِنَّ الَّذِیْنَ جَاؤْا بِاَوَّلِکَ عَصَبَةٍ مِنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لَیْلٌ اَمْرٌیْ مِنْهُمْ مَا اَلْتَسَبَّ ”جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تمہارے میں سے ایک گروہ ہے تم اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتری بہتر ہے ان میں سے ہر

مِنْ اِذْ ثُمِرَ وَالَّذِي تُولَّى
كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ
عَظِيمٌ - (سورة النور: ۱۱)

شخص کو جتن کسی نے کچھ کمایا تھا گناہ ہوا
اور ان میں سے جس نے اس میں سب سے
بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی۔

منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تھی اس کی
برائت اور ان کا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے چند آیات اُنی تھیں جس میں ایک
یہ ہے اس میں حضرت موصوفہ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی فرمائی اور ان
الزام لگانے والوں کا حشر بھی بتایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر اس کا کمایا یا بڑا
گناہ ہے اور جو ان کا سرغنہ تھا اُس کے لئے تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اب اس
طرح کی تہمت لگانے والے سب اپنا انجام دیکھ لیں۔

قُلْ اٰيَا اللّٰهِ وَاٰيَاتِهِ وَرُسُوْلِهِ
كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا
قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اٰيمَانِكُمْ -
(سورة التوبہ ۶۵، ۶۶)

”آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس
کی آیتوں کے ساتھ اور اُس کے رسول کے
ساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عذر مت کرو تم
اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔“

وَمِنْهُمْ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ
اَوْثَنُ قُلْ اَوْثَنُ
خَيْرٌ لَّكُمْ -
(سورة التوبہ : ۶۱)

”اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ نبی کو
ایذا میں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
آپ ہر بات کان دے کر سن لیتے ہیں آپ
فرما دیجئے وہ نبی کان دے کر تو وہی بات
سننے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے۔“

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَن
يُّمَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا
فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ -

”کیا ان کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور
اُس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو یہ
بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی
آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ

(سورة التوبہ ۲۴)

رہے گا یہ بُری رسوائی ہے “

”جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ سخت ترین ذلیل لوگوں میں ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبے والا ہے“

(سورة المجادلہ ۲۰، ۲۱)

”جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ذلیل ہوں گے جیسے اُن سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے“

”جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اُس کے سامنے امر حق ظاہر ہو چکا ہو اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کہنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی“

۱۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِي
اَرْدَٔ ذٰلِيْنۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَظَلٰمَتٍ
اَنّٰآ وَرُسُلِيْ -

۱۳ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ كُتِبَتْ عَلَيْهِمُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورة البقرہ)
۱۴ وَ مَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ
۱۵ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
لُوْلِهٖ مَا تَوَلٰى وَنُصِّلَہٗ
جَهَنَّمَ وَاَسَآءَتْ مَصِيْرًا -
(سورة النساء : ۱۱۵)

۱۵ ”اور جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے، سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں“

۱۶ وَلَوْ لَا اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمُ الْجَزَاءَ لَعَذَّبْنٰہُمْ
فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي
الْآٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ
(سورة انفال : ۱۳)

”اور اگر اللہ تعالیٰ اُن کی قسمت میں جلا وطنی ہو نہ لکھ چکتا تو اُن کو دنیا ہی میں سزا دیتا اور اُن کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یہ اس سبب سے ہے کہ ان

۱۷ وَلَوْ لَا اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمُ الْجَزَاءَ لَعَذَّبْنٰہُمْ
فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي
الْآٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ
فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ -
لوگوں نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی
مخالفت کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی
مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا

(سورۃ الحشر: ۲۴) دینے والا ہے۔“

امید ہے کہ سب حضرات غور کریں گے کہ اللہ رسول کی اذیت ان کی مخالفت
اور مقابلہ کس قدر سنگین جرم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب سے کون اور
کس طرح بچ سکتا ہے؟ پھر مخالفت بھی معمولی نہیں، اعلاناتِ اشتہاراتِ شور و
شغب یعنی اپنی انتہائی کوشش سے، تو غور کر لیا جائے اس شدید ترین کوشش
پر شدید عذاب و عقاب دنیا و آخرت میں کیا کیا ہو گا جس کی ستر مرتبہ جلی آگ
میں (یعنی دنیا کی آگ میں) ایک انگلی نہیں دی جاسکتی۔

يَا لَئِنْ جَاءَ ذَا عَلَيْهِ بِآرَبَعَةٍ
شُحَّدَاءَ فَإِذَا لَكُمْ يَا تُؤْمِنُونَ
بِالشَّهَادَةِ قَالُوا لَيْسَ
عِنْدَ اللَّهِ هُمْ الْكَافِرُونَ -
”یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے
سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ نہیں
لائے تو میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک
یہی جھوٹے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ سلمانِ رشدی بالکل جھوٹا
ہے کہ جو بھی تہمت پر چار گواہ چشم دید نہ لاسکیں تو یہ سب اللہ پاک کے نزدیک
جھوٹے ہیں اور اُن کے جھوٹ کی اشاعت کرنے والے بھی فیصلہ الہی میں جھوٹے،
اس کو چھپانے اور پناہ دینے والے بھی جھوٹے۔ اور یہ سب شدید ترین
مجرم ہیں۔

يَا لَعَنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ - ”جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ

(سورۃ آل عمران: ۶۱) کی لعنت ہے۔“

خدا کی شہادت سے اُن کا بالکل جھوٹا ہونا اوپر کی آیت میں بالکل صاف

صاف اچکا اور اس آیت میں تمام کاذبوں پر لعنت فرمائی ہے۔ لعنت کے معنی ہیں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے محروم ہو جانا۔

۱۹ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ وَلَا يَدَيُّوْنَ
دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ
عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ۔

”اہل کتاب کو جو کہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے
ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان
چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے
اور اُس کے رسولؐ نے حرام بتلایا ہے اور
نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں، ان سے یہاں
تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن
کر جزیہ دینا منظور کر لیں۔“

(سورۃ التوبہ: ۲۹)

۲۰ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ
بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِيهِمْ
يُضْرِبُكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ
صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ
وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ
وَيُتُوبَ اللَّهُ عَلَى مَنْ
يَشَاءُ۔ (سورۃ التوبہ: ۱۴، ۱۵)

”ان سے جنگ کرو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے
ہاتھوں سے سزا دے گا اور اُن کو ذلیل کرے
گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور
بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفاء
دے گا اور اُن کے قلوب کے غیظ کو
دور کرے گا اور جس پر منظور ہو گا اللہ تعالیٰ
توبہ فرمائیں گے۔“

ایسی حرکت والے کا انجام دنیا و آخرت میں دیکھنا ہو گا۔ احادیث و اجماعات
اور شرعی قیاسات اور بزرگوں کی تحقیقات سے یہ سلسلہ روشن ہو رہا ہے۔ یہ مجرم
کسی ایک کا مجرم نہیں انسانیت کا، شرافت کا اللہ و رسولؐ کا سنگھوں ہاں سنگھوں
زندہ و محروم مسلمانوں اور ہر انسانیت رکھنے والے کا مجرم ہے۔ ہر شخص غور کر
سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسی تہمتیں، مٹری مٹری گالیاں اس کی محترم ماؤں، بہنوں،

نانیوں، دادیوں کو دیتا تو کیا وہ اس کو زندہ چھوڑ سکتے۔

ایسے مجرم کی حمایت، حفاظت کرنا اُسے چھپانا، بچانا کسی انسانیت کے دشمن سے ہی ہو سکتا ہے گویا وہ سارے عالم کے مسلمانوں اسلامی مملکتوں اور ہر انسانیت کا احترام سمجھنے والی حکومتوں کو علی الاعلان الٹی میٹم دے رہا ہے اور اس عمل سے ثابت کر رہا ہے کہ اندر کا مجرم کوئی اور ہے گویا ہر کا برائے نام سلمان رشدی ہے۔

۲۱ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ اَيْ خِيَّتِ كَ گھر والو! تم سے اَلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے“ (سورۃ احزاب ۳۳)

جو لوگ اہل بیت و ازواجِ مطہرات پر عیب لگاتے یا گند اچھالتے ہیں گویا وہ اعلان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ ہی فرمایا ہے اُسے پورا نہیں کیا تو غور کیجئے کہ ایسا کہنے والے کا کیا حشر ہونا ضروری ہے۔

۲۲ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاَعْلَظْ عَلَيْهِمْ وَمَا يُهْمُ جَهَنَّمَ وَبَشِ الشَّكَّارَ۔ اے نبی! کفار و منافقین سے جہاد کرو اور سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بُرا ہی ٹھکانہ ہے“

(سورۃ توبہ: ۷۳)

سلمان رشدی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس لئے منافق

بھی ہے۔

چالیس احادیث مبارکہ

۱۔ حدیث ابن عباس ان اُمی
 كانت لہ ام ولد تشتم النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم و تقع
 فیہ فینہا ما فلا تنسہ
 و یزجرہا فلا تنزجر قال
 فلما كانت ذات لیلة
 جعلت تقع فی النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم وتشتمہ
 فاخذ المغول فوضعه فی
 بطنہا و اتکأ علیہا فقتلہا
 فوضع بین رجلیہا طفل
 فاطلغت ما هنا لك بالدم
 فلما أصبح ذکر ذلك للنبی
 صلی اللہ علیہ وسلم فجمع
 الناس فقال انشد اللہ رجلا
 فعل ما فعل لی علیہ حق
 اذ قام فقام اوعی یتخطی

” حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی
 ام ولد باندی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان
 میں گستاخی کرتی تھی، یہ اس کو روکتا تھا
 مگر وہ رکتی نہ تھی یہ اُسے ڈانٹتا تھا مگر
 وہ مانتی نہ تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب
 ایک رات پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا اور گالیاں
 دینی شروع کیں تو اس نابینا نے ہتھیار
 (خنجر) لیا اور اُس کے پیٹ میں رکھا اور
 وزن ڈال کر دبا دیا اور ماہ ڈالا،
 عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل
 پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلودہ ہو گیا۔
 جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کے یہاں ذکر کیا گیا۔ آپ نے
 لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس آدمی

الناس وهوية تزلزل حتى
 قعد بين يدي النبي صلى
 الله عليه وسلم فقال يا رسول
 الله ان صاحبها كانت تشتك
 وتقع فيك فأنهاها فلا
 تنتهي وازجرها فلا تزجر
 ولي منها ابنان مثل اللؤلؤين
 وكانت لي رفيقة فلما كان
 البارحة جعلت تشتك
 وتقع فيك فأخذت المغول
 فوضعت في بطنها وأتكت
 عليهما حتى قتلتها فقال
 النبي صلى الله عليه وسلم
 ألا شهدوا ان دمها در
 (البوداؤد ص ۶۰ مطبع نور محمد
 کراچی) وايضاً جمع الفوائد ص ۲۸
 بحواله البوداؤد ونسائی) وايضاً
 كنز العمال ص ۳۳ بحواله رش) -
 (بے سزا) ہے :-

ناظرین غور کریں کہ اپنے دو بچوں اور عزیز بچوں کی ماں رقیقہ زندگئی مگر
 حضور کی شان میں سخت تو اس کے مالک کو غیرت ایمانی کا وہ جوش ہوا کہ اُس نے
 صبح ہونے تک بھی برداشت نہ کیا اور اُسے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ مالک تھا
 غیرت ایمانی میں بے بس ہو گیا تھا اُس کا قتل کرنا معافی میں رہا۔

۲۷ عن علی رضی اللہ عنہ اُت
یہودیۃ کانت تشتم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و تقع
فیہ فخنقہا رجل حتی
ماتت فابطل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دمہا۔
(ابوداؤد متطبیع نور محمد)

۲۸ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور برا کہتی
تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ
دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون
کو ناقابلِ مزا قرار دے دیا۔

اوپر والا قصہ تو ملو کہ باندی کا تھا یہ غیر ملوکہ غیر مسلم کہے مگر غیرت ایمانی
نے کسی قسم کا خیال کئے بغیر جو شریک ایمانی میں جو کرنا تھا کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس کا بدلہ باطل قرار دیا۔ دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا مباح الدم (خون جائز) بن جاتا ہے اور حق کا
علمبردار منراؤں کا غیر مستحق ہو جاتا ہے بلکہ ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے۔

۲۹ قال عمر و سمعت جابر بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من لکعب بن الاشرف
فانہ قد آذى اللہ و
رسولہ فقام محمد بن
مسلمہ الخ

۳۰ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون کھڑا
ہو گا کعب بن الاشرف کے لئے کیونکہ
اُس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیفیں
پہنچائی ہیں تو محمد بن مسلمہ اٹھ کھڑے ہوئے
اور پھر اپنے ساتھ جا کر اُسے قتل کر دیا پھر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اس
قتل کر دیا گیا ہے۔

رداء البخاری
فقتلوا -

وفي فتح البارع قوله
آذی الله ورسوله في
رواية محمد بن محمود
عن جابر عند الحاكم
فقد آذانا بشعرك وقوى
المشركين ومن
طريق أبي الاسود عن عروة
أنه كان يهجو النبي
صلى الله عليه وسلم و
يحترض قریشا عليهم -
رفع الباری ص ۲۷ ج ۷

اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ
بخاری کی اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ
اسی نے اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیفیں
پہنچائی ہیں، حاکم کی روایت میں یہ بھی
اضافہ ہے کہ اُس نے اپنے اشعار کے
ذریعے سے ہمیں تکلیفیں پہنچائی ہیں اور
مشرکوں کی مدد کی ہے۔ اور حضرت
عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ کعب بن
الاشرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے
خلاف ابھارتا تھا “

نیز دیکھیں البدایہ والنہایہ ص ۲۶۱ ج ۵ -
نیز کنز العمال ص ۲۶۱ ج ۵ -

یہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُن کے واسطے سے اللہ تعالیٰ
کو اذیت و تکلیف دیتا رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کے لئے
اعلان کیا تھا تو محمد بن مسلمہؓ نے یہ کار نامہ انجام دیا۔

۷۷ قال ابن کثیر فی البدایہ
والنہایہ ناقلو عن
البخاری قال بعث رسول
الله صلی الله عليه وسلم الى
ابي رافع اليهودي رجلا من
النصار و امر عليهم
و ابو رافع یہودی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسی لئے بطور خاص قتل کروایا کہ
وہ آپؐ کو اذیتیں پہنچاتا تھا۔ علامہ ابن
کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ
بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو رافع کو قتل کرنے کے لئے

عہد اللہ بن عتیق و کان
ابو رافع یؤذی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولعلین
علیہ - (البیہ والنہایہ ص ۳۸)
فتح الباری ص ۴۴)

چند انصار کا انتخاب فرمایا جن کا امیر
حضرت عبداللہ بن عتیق کو مقرر کیا گیا
اور یہ ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
تکلیفیں دیتا تھا اور آپ کے خلاف
لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے کاموں کے لئے چند آدمیوں کو مقرر کیا جاسکتا ہے
اور یہ سب منزاع نہیں بڑے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں کہ دینی کارنامہ انجام
دے رہے ہیں۔

۵ فی الصحیح البخاری عن
انس بن مالک رضی اللہ عنہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
دخل مکہ یوم الفتح وعلی
رأسه المغفر فلما نزعہ
جاء رجل فقال ابن خطل
متعلق بأستار الکعبۃ فقال
فقال اقتله - رواہ البخاری
فتح الباری ص ۳۸ (البیہ والنہایہ ص ۴۱۲)

”صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل
ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود پہنا ہوا
تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک آدمی
اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
ابن خطل کعبۃ اللہ کے پردوں سے لٹکا
ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔
(بخاری)

قال ابن تیمیہ فی الصارم
المسلول واحہ کان یقول
الشعر یہجوبہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویامر
جارمیتہ أن تغنیابہ فہذا

امام ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں
تحریر کیا ہے کہ یہ ابن خطل اشعار کہہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو
کیا کرتا تھا اور اپنی باندی کو وہ اشعار
گانے کے لئے کہا کرتا تھا تو اس کے

کل تین جرم ہیں جن کی وجہ سے یہ سباح
الدم قرار پایا، ایک قتل، دوسرا
اتحاد اور تیسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی بدگوئی :-

اسی طرح ابن خطل مذکورہ کی ہجو گلے والی
دونوں باندیوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر قتل کرنے
کا حکم دیا تھا جن کا نام قریبہ اور قرنتا
تھا۔ ان دونوں کے قتل کرنے کا حکم
بھی اس لئے دیا گیا کہ یہ دونوں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی
کے اشعار گایا کرتی تھیں :-

لہ ثلاث جرائم مبيحة
للدنم، قتل النفس والردّة
والهجاء -
(العارف ص ۱۳۵)

۷۔ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بقتل القینتین
(ان لونڈیوں کا نام قریبہ
اور قرنتا تھا اور یہ ابن خطل
کی باندیاں تھیں دیکھیں اصح
السیر ص ۲۶۶)

وكانتا تخنيان بهجاء
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فامر بقتلهما - (البدایۃ والنہایۃ ص ۲۹۸)

ان میں سے قریبہ قتل کر دی گئی اور قرنتا بھاگ گئی۔ بعد میں آکر مسلمان
ہو گئی۔ (اصح السیر ص ۲۶۶)

اگرچہ شعر دوسرے کے بنائے ہوئے تھے مگر یہ گلے والیاں اس کو دوسروں
تک پہنچا رہی تھیں اس لئے غیر کا ایسا نثر نظم جملہ شائع کرنے والا بھی قتل کا
مستحق ہے۔

و اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فتح مکہ کے موقع پر حویرث ابن
نقیذ کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا
یہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو

۸۔ امر رسول الله صلى الله عليه
وسلم بقتل حویرث ابن
نقیذ فی فتح مکہ وکانت
ممن يؤذی رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا

پہنچایا کرتے تھے -

البدایہ والنہایہ ص ۲۹۵

وقتلہ علی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کما فی اصح السیر ص ۲۶۴ - اس کو قتل کیا -

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکاروں کے لئے یہ کام بڑا

اہم ہے -

عن علی بن ابی طالب رضی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اللہ عنہ قال قال رسول اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

صلی اللہ علیہ وسلم من روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سب نبیا قتل ومن وکلم نے فرمایا جو کسی نبی کو برا کہے اُسے

سب اصحابہ جلد - قتل کر دیا جائے اور جو صحابہ کو برا

المصارم الملول ص ۹۲ نیز ص ۲۹۹ کہے اُسے کوڑے لگائے جائیں -

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی

نبی کو بھی جو گالیاں دے گا یا برا کہے گا وہ قتل کا مستحق ہے اور جو صحابہ میں

کسی کو بھی برا کہے گا اسے کوڑے لگانا ہیں - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نام لیوا صاحبان کو کان کھول کر سن لینا چاہیے اور سارے مسلمانوں کو -

عن ابی ہریرۃ السلمی حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ سے

قال کنت عند ابی بکر روایت ہے کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے

پاس موجود تھا کہ وہ ایک آدمی پر فتغیظ علی رجل فاشتد

علیہ فقلت اُبت اذن (کسی وجہ سے) غصہ ہوئے اس نے

لی یا خلیفۃ رسول اللہ حضرت ابو بکرؓ کو بہت سخت باتیں کہیں

ان اضرب منقہ قال میں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسولؐ

فأذهب كلمتي غضبه
فدخل فارس إلى فقال
ما الذي قلت أنفاً قلت
أتأذن لي أن أضرب
عنقه قال أكنت فاعلا
لو امرتك قلت نعم
قال لا والله ما كانت
لبشر بعد محمد صلى
الله عليه وسلم -

(جمع المفرائد : بحوالہ ابوداؤد
ونسائی : مشہور)

نیز ابوداؤد ص ۲ طبع نور محمد

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کی
گردن مار دوں، میرے اتنے کئے ہی
سے حضرت ابوبکرؓ کا غصہ ختم ہو گیا آپ
اندر تشریف لے گئے پھر مجھے پیغام بھیج
کہ اندر بلایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا ابھی
تم نے کیا جملہ بولا تھا؟ میں نے وہ جملہ
دہرا دیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں
اُس کی گردن مار دوں۔ حضرت ابوبکرؓ
نے پوچھا اگر میں اجازت دیدیتا تو کیا
تم یہ کر گزرتے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں!
آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد اب یہ کسی دوسرے کیلئے نہیں ہے۔“

ادھر کی حدیث میں صحابہ کو برا کہنے پر کوڑے مارنا آیا ہے قتل صرف
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا یا گالی پر آیا ہے۔

» حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی
ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس
ایک آدمی کو لایا گیا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے،
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور نمرائے
قتل کیا اور پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ
کو یا انبیاء میں سے کسی کو برا کہے اُسے
قتل کر دو۔“

بنا وعن مجاهد قال أتی
عمر بن رجل یسب رسول الله
صلی الله علیه وسلم فقتله
ثم قال عمر من سب
الله أو سب احدا من
الانبياء فاقتلوه -

المصاحم المسلول

(ص ۲۱ جلد ۲)

یہ صاف حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ یا کسی رسول یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایذا اور بُرا کئے پر قتل ہے۔

عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ أُتِيَ
عَلِيٌّ بِزَنَادِقِهِ فَاحْرَقَهُمْ
فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ
لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أَحْرِقْهُمْ
لَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَعَذِّبُوا بَعْدَ ابْنِ اللَّهِ
وَلَقَتَلْتَهُمْ لِقَوْلِهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
بَدَلِ دِينِهِ فَاقْتُلُوهُ -
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَصْحَابُ إِسْنَيْنَ
جَمْعُ الْفَوَائِدِ ص ۱۷۶

”حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت
علیؑ کے پاس کچھ زندیقیوں کو لایا گیا
تو حضرت علیؑ نے انہیں آگ میں جلا دیا
جب یہ خبر حضرت عبداللہ ابن عباس کو
ملی تو فرمایا اگر میں ہوتا تو ان کو آگ
میں نہ جلاتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کے
ساتھ عذاب نہ دو ہاں میں ان کو قتل
ضرور کرتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو
اپنے دین الہی کو تبدیل کرے اُسے
قتل کر دو۔“

زندقہ وہ منافق ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے کو مسلمان کہتے
کھلاتے ہیں اور اندر سے کافر ہیں جیسے آج کل بہت لوگ ایسے ہی ہیں۔ ان کی
سزا جلا نا تو نہیں ہے، قتل ہے۔

مِنْ أَدَمَدٍ عَنْ دِينِهِ
فَاقْتُلُوهُ - طَبَاكَرُ الْعَمَالِ ص ۲۳۱

”جو اپنے دین الہی سے مرتد ہو اُسے
قتل کر دو۔“

حدیث: کل مولود یولد علی الفطرۃ (ہر بچہ فطری والہی دین پر
پیدا ہوتا ہے) تو جب فطرت دین اسلام ہے، جو اس اپنے دین کو بدل دے وہ
مرتد قتل ہے۔

۳۳ من بدل دینہ فاقتلوه - ”جو اپنے دین (حنیف) کو تبدیل کرے
(رحم خ) کنزالعمال ص ۲۳) اُسے قتل کر دو“

۱۴ ان من ابغض الخلق الی اللہ تعالیٰ لمن اٰمن ثم کفر۔
”و اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری مخلوق میں
سب سے زیادہ قابل نفرت وہ شخص ہے جس
(طب) کنزالعمال ص ۲۳) نے ایمان لانے کے بعد پھر کفر کیا“

ایمان یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی نجات کا تحفہ لینے کے بعد کفر کرتا ہے تو وہ اسلام
کی توہین، اللہ اور رسول کی اور سارے مسلمانوں کی توہین اور اہانت کر
رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین میں رہنے سہنے کے بالکل لائق نہیں وہ تو
ہر مرتد سے بدترین مرتد ہے۔

۱۵ من غیر دینہ فاقتلوه - ”جو اپنے دین (اسلام) کو بدلے
(الشافعی) کنزالعمال ص ۲۴) اُسے قتل کر دو“

فطری دین کو بدل ڈالنے پر یہ حکم ہے اور احکام یقینی کو بدل ڈالنے
کا بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ دوسرے قانون لے رہے ہیں اُن کی بھی یہ
سزا ہے۔

۱۶ من رجع عن دینہ فاقتلوه۔ (جب) کنزالعمال ص ۲۴) ”جو اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے
اُسے قتل کر دو“

فطری دین سے لوٹ جانے پر یہی قتل کی سزا ہے۔ جو لوگ اسلامی قانون
کو بدل کر غیر اسلامی قانون لاتے ہیں ان دونوں حدیثوں کی رو سے وہ بھی قابل
سزائے عظیم ہیں۔

۱۷ اشتد غضب اللہ علی قوم کلموا وجہ رسول اللہ۔
”اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب
ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(طب) کنزالعمال ص ۲۴) کا چہرہ زخمی کیا“

جہاد میں ایسا کیا یا اُن کی بات و حکم کو توڑا جیسے آج کل احکام الہی کو توڑا جا رہا ہے۔

۱۸ ان الله اختارني و
بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے (انسانوں
میں سے) پسند کیا ہے اور میرے لئے
اصحابی و اَصْهَارِی
وسیا قی قوم یستونهم
وینقصرنهم فلا تجالسوم
ولا تشاربوهم ولا
تواكلوهم ولا تناكحوهم۔
(رق عن انس)
کنز العمال ص ۱۳ ج ۶ -
نکاح وغیرہ کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دل کی گہرائیوں میں پیوست کرنے کی ضرورت ہے کہ آج کل ایسے لوگ بھی نظر آ رہے ہیں، کم بیش ہیں، ان سب سے قلبی قطع تعلق فرض ہے۔ ان کے ساتھ کھانا، پینا، بیٹھنا، اٹھنا شادی وغیرہ سب منع ہے۔

۱۹ ان الله اختارني و اختارني
اصحابا و اختارني منهم
اصهاراً و انصاراً فمن
حفظني فيهم حفظه
الله و من آذاني فيهم
آذاه الله -
(خط عن انس رضي الله عنه)
کنز العمال ص ۱۳ ج ۶ -
”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور
میرے صحابہ کو پسند کیا اور میرے لئے
خسر و داماد اور انصار کو پسند کیا جو اُن
کے بارے میں میرے حق کی حفاظت
کے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے
گا اور جو اُن کے بارے میں مجھے
اذیت دے گا اللہ تعالیٰ اُس کو
اذیت دے گا۔“

کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی ضرورت نہ ہو اور کون ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کی دنیوی و اخروی اذیت سے بچا سکے، لہذا سب حضرات کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اپنے کو دنیا و آخرت میں تباہ ہونے سے بچا سکیں۔

بُنَا اِنَّ اللّٰهَ اَخْتَارَنِيْ وَ اَخْتَارَ لِيْ
اصْحَابًا فِجْعَل لِيْ مِنْهُمْ
وِزْرًا وَاَصْحَارًا وَاَنْصَارًا
فَمَنْ سَبَّهَمْ فَعَلِيْه
لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ
اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا
وَلَا عَدْلًا (طہک عن عرویم بن مرقہ)
کثر الحال ص ۱۳ ج ۶ -

”بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے صحابہ کو چنا اور ان صحابہؓ میں سے میرے وزر و خسر و داماد اور انصار بنائے جو ان کو گالی دے گا اُس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں کی طرف سے لعنت اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن نہ توبہ قبول کرے گا نہ فدیہ کو اور نہ عبادت کو۔“

صرفاً وعدہ لای توبہ و فدیہ - مجمع بحار الانوار ص ۲۳۳ -

فضل ازواجہ علیہ السلام رضی اللہ عنہن

ازواجِ مطہرات کے متعلق پہلے توبہ آیت پڑھیے۔

اِنَّمَّا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا -
(سورۃ احزاب)

”اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے۔“

جن کی پاکیزگی اور طہیب اور طاہر ہونے کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دے

رہے ہیں۔ آپ خیال کیجئے کہ ان کے متعلق کچھ بُرا کہنے والا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو جھٹلا رہا ہے تو غور کیجئے کیا اس میں اسلام کی کوئی رتق باقی ہوگی کیا وہ مسلمان رہ سکے گا کیا سزا کے سخت سے بچ سکتا ہے ؟

۲۱ خیار کم خیار کم للنسائی۔ ”تم میں سے بہترین وہ ہیں جو میری عورتوں کے حق میں بہترین ہو۔“
کنز العمال ص ۲۶۶ ج ۶

ازواج مطہرات کو طیب و طاہر ماننے والا ہی خیر ہو سکتا ہے ان میں کسی قسم کا شبہ بھی پیدا کرنے والا اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہوگا۔

۲۲ لن یجنو علیکن بعدی الا ”تم پر میرے بعد صرف نیک لوگ ہی الصالحون وفی روایۃ
الا الصابرون۔“

کنز العمال ص ۲۲۶، ۲۲۷ ج ۶

یہ پیشین گوئی صاف بتا رہی ہے آوارہ و بدکردار لوگ بکواس کیا کریں گے۔ صرف نیک اور صابر ہی میرے بعد تم پر شفقت کریں گے۔

۲۳ ان الذی یجنو علیکن بعدی ”میرے بعد تم پر جو شفقت کرے گا لہو المصادق البار قال وہی سچا اور نیک ہوگا۔“

لاذواجہ کنز العمال ص ۲۲۶

غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچے اور نیک ہونے کا معیار کیا ہے۔

۲۴ ان فضل عائشۃ علی ”عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت

النساء کفضل الثرید علی باقی خواتین پر ایسی ہی ہے جیسے

سائر الطعام۔ (تذکرہ منہ السنہ) ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں

کنز العمال ص ۲۲۶ ج ۶ پر۔“

دنیا و آخرت کی تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ فضیلت حاصل ہے جو سب کھانوں پر خرید کو (عرب کا مرغوب ترین کھانا ہے) سب کھانوں پر۔“

۲۵۔ احب النساء الى عائشة ”عورتوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ومن الرجال ابوہا۔ عائشہ رضی ہیں اور مردوں میں اُن کے (رقت عن عمر بن العاص۔) والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سب سے (ت وعن انس) کنز العمال ص ۳۲۴) محبوب ہیں۔“

غور کیجئے کہ اللہ و رسول کے بعد عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت عائشہ رضی اور مردوں میں اُن کے والد، چونکہ قاعدہ ہے دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے (حبیب الی قلبی حبیب حبیبی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب اور یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب تو دونوں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔

۲۶۔ عائشة زوجتی فی الجنة۔ عائشہ جنت میں میری زوجہ ہوں گی۔ کنز العمال ص ۲۲۴ ج ۶۔

دنیا و آخرت میں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے تو وہ کون قرار پائے گا جو اُن سے نفرت کرے۔

۲۷۔ هذا جبرئیل یقرئک السلام۔ کنز العمال ص ۲۲۴ کہہ رہے ہیں۔“ اے عائشہ رضی! یہ جبرئیل تمہیں سلام

تمام فرشتوں میں سے افضل فرشتہ تمام انبیاء پر وحی لانے والے فرشتہ نے جن کو سلام کیا وہ کیا ہوں گی۔

۲۸۔ وان الله جمع بیسی و ”حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ وصال نبوی کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور بین دیتہ۔

(کنز العمال ص ۲۳۲ ج ۶)

صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب اطہر کو جمع
فرمایا تھا (مسواک کا واقعہ وصال اطہر
کے وقت کا معروف ہے)۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد ان کے والد حضرت عمرؓ
نے حضرت عثمانؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
اعتراض کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عثمانؓ کی شکایت بارگاہ
نبویؐ میں کی تو آپؐ نے فرمایا :-

۲۹۱ تزوج حفصة خير من "حفصةؓ ہے وہ شادی کرے گا جو عثمانؓ
عثمان ویتزوج عثمان سے بہتر ہوگا اور عثمانؓ ایسی خاتون
خیرا من حفصة فزوجہ سے شادی کریں گے جو حفصہؓ سے
النسبی صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہوگی۔"

(کنز العمال ص ۱۱۴ ج ۶)

جن کی بہتری حضورؐ فرمائیں ان کو کسی قسم کا عیب لگانا خالص جھوٹ اور
مکاری نہیں تو کیلئے۔

۳۰ قال لی جبریل راجع حفصة "مجھے جبریلؑ نے کہا کہ حفصہؓ سے رجوع
فانہا صوامۃ قوامۃ فانہا کر لیجئے کیونکہ وہ بہت روزہ دار
زوجتک فی المجتہد رکعت اور بہت قیام اللیل کرنے والی ہیں
انس وعن قیس بن زید اور یہ جنت میں آپؐ کی زوجہ
ہوں گی۔"

(کنز العمال ص ۲۶۶ ج ۶)

جبریلؑ علیہ السلام بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ نہیں کہہ سکتے تو جن کو اللہ تعالیٰ بواسطہ
جبریلؑ روزوں والی بات کی عبادت والی فرمائیں ان کی شان میں گالیاں پیش کرنا،
اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہنا ہوگا۔ غور کیجئے کتنا سخت جرم ہے۔

۳۱ من سب احدا من اصحابی ” جو میرے صحابہ میں سے کسی کو بُرا کہے
فعليه لعنة الله - دشمن
عطاء موسلا (کنز العمال ص ۱۳۶)

۳۲ من سب احدا من ” جو میرے صحابہ میں سے کسی کو گالی
اصحابی فاجلدوا -
(ابوسعید) کنز العمال ص ۱۳۶ -

یہ حدیث اور سہ والی حدیث، صحابہ کرام کو بُرا کہنے پر جو بتا رہی ہیں
وہ ہر حکومت کا فرض ہے، جو حکومت نہیں کرتی وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کی مجرم ہے۔

۳۳ عن ابي سعيد الخدري قال ” فرمایا میرے صحابہ کو بُرا مت کہو کیونکہ
قال النبي لا تسبوا اصحابی اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر
فلوان احدكم اُنْفَقَ مثل سونا خرچ کر لے تو بھی صحابہ میں سے
أحد ذهابا ما بلغ مداحم ایک مد (۶۸ تولے) تو کیا اس کے
ولا نصيفه - متفق علیہ شکوہ ۵۵ اُدھے کے برابر بھی نہ پہنچے گا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بُرا کہنا حرام قابلِ سزا ہے کیونکہ ان کا
مرتبہ بے حد بلند ہے تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر خیرات کرے تو صحابی
کے ایک مد کے برابر بھی نہیں ہوتا اور ثواب خلوص دل سے بڑھتا ہے تو ان
میں سے ہر ایک کا خلوص دوسرے سے اتنا بڑھا ہوا ہے۔ سوچئے ان کو بُرا
کہنے والوں کا عذاب کتنا ہوگا؟

۳۴ عن جابر رضي الله عنه قال ” حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
رأيت رسول الله صلى الله عليه ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرفہ والے دن
وسلم في حجته يوم عرفة حجة الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ

وہو علی ناقتہ القصواء
یخطب فسمعتہ یقول یا
ایہا الناس انی ترکت فیکم
ما ان اخذتم بہ لن
تضلوا کتاب اللہ وعترتی
اہل بیتی۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۴)

صلی اللہ علیہ وسلم کو قصویٰ اڈٹنی پر سوار
دیکھا آپ خطبہ دے رہے تھے، میں نے
آپ کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! میں
نے تم میں وہ کچھ چھوڑا ہے کہ اگر تم اسے
تھامے رکھو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ :-
کتاب اللہ اور میرا کنبہ میرے اہل بیت :-

گناہ اور گمراہی سے بچانے والی دو چیزیں ہیں قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی اولاد و اہل بیت (ازواج) ان کی توہین ایسی ہے جیسے قرآن کی توہین -

۳۵ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا رأیتم الذین
یسبتون اصحابی فقولوا لہم
لعنة اللہ علی شترکم -
رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۵۴

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو
میرے صحابہ کو بُرا کہہ رہے ہوں تو یہ
کہہ دیا کرو تم (دونوں فریقوں) میں سے
جو بُرا اُس پر اللہ کی لعنت :-

صحابہ (مرد ہوں یا عورت) جو اُن کو بُرا کہے اس کو یہ جواب دینا ہے کہ
ان میں سے تم میں سے جو بد ہو، اُس پر خدا کی لعنت اور ظاہر ہے کہ بُرا کہنے والا
بد ہے تو اس پر لعنت کی ہر مسلمان کو دُعا کرنی ہے -

۳۶ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ
بما یغذوکم من نعمۃ
واحبتونی لحب اللہ واحبوا

دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں
طرح طرح کی نعمتوں سے غذا پہنچاتا ہے
اور مجھ سے محبت کرو واللہ تعالیٰ کی
محبت کی وجہ سے اور میرے اہل

اہل بیعتی لحتی - بیت سے محبت کرو، میری محبت
(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۳) کی وجہ سے "۔

مشہور قاعدہ دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے بقول متبنی ۵
حبیب الی قلبی حبیب حبیبی

یعنی محبوب کا محبوب میرے دل کا محبوب ہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو اُن کے تمام دوستوں سے محبت
لازم ہے۔ ان دوستوں، عزیزوں کو بُرا کہنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

۳۷ عن عبد الله بن مغفل روى
الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم: الله
الله في اصحابي لا تتخذوهم
غرضا من بعدى فمن
احتبهم فبحبى احتبهم و
من البغضهم فببغضى
أبغضهم ومن آذاهم
فقد آذانى ومن آذانى فقد
آذى الله ومن آذى الله
فيوشك أن يأخذه۔

"ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے
ڈرو اللہ سے، میری کلمے کے بالے میں میرے بعد ان کو نشانہ
ملا مت نہ بناؤ جو ان سے محبت کرتا
ہے میری محبت کی وجہ سے اُن سے
محبت کرتا ہے اور جو اُن سے نفرت
کرتا ہے وہ میری نفرت کی وجہ سے
اُن سے نفرت کرتا ہے اور جس نے
انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت
دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس
نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی تو قریب
ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لے۔"

ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۵۴

غور کیجئے حضورؐ کے صحابہؓ سے کینہ اور بُرا کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت
دینا ہے اور حضورؐ کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے اور اللہ تعالیٰ

کو جواز دیتے گا تو قریب ہے کہ اُس کی پکڑ ایسی ہو کہ پھر دُنیا و آخرت میں
ٹھکانہ نہ ہوگا۔

۳۸ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا
عليه وسلم اصحابي كالنجم
فبايتهم اقتديتم اهتديتم میں سے جس کی تم اقتدار کرو گے ہدایت
زرین - مشکوٰۃ ص ۵۵۳ پاجاؤ گے"

صحابی وہ ہے جسکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا رابطہ بھی ملاقات ہو گئی چاہے اُس نے دیکھا
بھی نہ ہو جیسے اندھا، اس ایک ملاقات سے وہ صحابی ہو گیا مرد ہو، عورت
ہو، بچہ ہو، بڑا ہو، اولاد والو راج میں سے ہو۔ اس کی میاوی ملاقات سے
وہ ہادی و مقتدا نئے قوم بن جاتا ہے۔ اس کو بُرا کہنے والا اپنی دُنیا و آخرت
کی تباہی کو دیکھے۔

۳۹ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "فرمایا میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ
عليه وسلم اكرموا اصحابي وہ تم میں سب سے بہتر ہیں پھر وہ اُن
فانهم خیاركم ثم الذين
يلونهم ثم الذين يلونهم اُن کے قریب ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ
ثم يظهر الكذب۔ (الحديث) اُن کے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین)
پھر جھوٹ پھیل جائے گا"

مشکوٰۃ ص ۵۵۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی، صحابہ کی صدی، تابعین کی صدی خیر ہی
میر ہے۔ ان کے لوگوں کو بُرا کہنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر کہنے کا منکر
ہے اس سے کفر تک کا اندیشہ ہے۔ فرمایا پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ اس کی
دلیل ہے کہ تین صدیاں جھوٹ کے پھیلنے سے محفوظ ہیں اس لئے اُن کے بعد کا
اجتہاد بھی معتبر نہیں ہے۔

مَنْ خَيْرَ امْتَنَ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ
 يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ -
 ”میری اُمت کا بہترین میری صدی ہے
 پھر وہ لوگ جو اُس کے متصل ہیں،
 (الحدیث) متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۵
 (یعنی تیسری صدی والے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی
 کرنے والے کے کفر اور اُس کی سزائے قتل
 کے بارے میں علماء اُمت کا اجماع

مُعْتَبَرٌ وَمُسْتَنْدٌ كِتَابُونَ سَعْدُ حَوَالِے

۱۔ وَفِي الْمِيزَانِ الْكَبِيرِ لِلشَّعْرَانِي: ”امام شعرانی فرماتے ہیں :-
 الرَّدَّةُ وَهِيَ طَعْلُ الْإِسْلَامِ نِيَّةً
 أَوْ قَوْلَ كُفْرٍ أَوْ فِعْلَ وَقَدْ
 اتَّفَقَ الْأُئِمَّةُ عَلَى أَنَّ
 مَنْ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ
 وَجِبَ قَتْلُهُ وَعَلَى أَنَّ
 قَتْلَ الْمُزْنَدِيقِ وَاجِبٌ وَ
 هُوَ الَّذِي يَتَّبِعُ الْكُفْرَ وَيَتَّبِعُهُ
 بِالْإِسْلَامِ وَعَلَى أَنَّهُ إِذَا
 ارتداد کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو نیتاً
 یا کلمہ کفریہ یا فعل کفر کے ذریعہ سے ختم
 کر دینا۔ اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو
 اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا
 واجب ہے اور اس بات پر بھی اتفاق
 ہے کہ زندیق کا قتل کرنا واجب ہے
 جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور
 حقیقتاً کافر ہو۔ اور اس بات پر بھی

اتفاق ہے کہ اگر کسی بستی والے مرتد ہو جائیں تو ان سے قتال کیا جائے گا اور ان کے اموال مالی غنیمت سمجھے جائیں گے، یہ وہ متفقہ مسائل ہیں جو مجھے ملے ہیں۔“

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں :-
ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اُسے قتل کرنا واجب ہے
ائمہ شوافع کے معروف امام ابو یوسف الفارسی نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہمت کے ساتھ بُرا کہے اُس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے تو بے کفریے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا تو بے کفریے سے ساقط نہیں ہوتی۔
قفال نے البتہ اس کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ کفر گالی کی وجہ سے تھا تو دوبارہ اسلام قبول کرنے سے قتل

ارتد اهل قرية بالدين
قوتلوا وصارت اموالهم
غنيمة وهذا ما وجدته
من مسائل
الاتفاق -

۲۷ وفی فتح الباری شرح
البخاری للحافظ ابن حجر
ص ۲۳۶ ج ۱۲ -

وقد نقل ابن المنذر
الاتفاق علی ان من سب
النبی صلی اللہ علیہ
وسلم صریحاً وجب قتله
ونقل ابو یوسف الفارسی احد
ائمة الشافعية فی
کتاب الاجماع ان من
سب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بما هو قذف صریح
کفر بالاتفاق العلماء فلو تاب
لم یسقط عنه القتل
لان حد قذفه القتل
وحد القذف لا یسقط
بالتوبة - وخالفه القفال

وقال اكفر الكفر بالسب
 فيسقط القتل بالاسلام
 وقال صيد لا في يزل
 القتل ويجب حد القذف
 وَضَعَفَهُ الامام فان
 عرض فقال الخطابي لا
 اعلم خلافا في وجوب قتله
 اذا كان مسلما وقال ابن
 بطلال اختلف العلماء
 فيمن سب النبي صلى الله
 عليه وسلم فاما اصل
 الجهد والذمة كاليهود
 فقال ابن القاسم عن
 مالك يقتل الا ان
 يسلم واما المسلم فيقتل
 بغير استتابة ونقل
 ابن المنذر عن الليث
 والشافعي وأحمد واسحاق
 مثله في حق اليهودي و
 منجوع ومن طريق الوليد
 بن مسلم عن الوزاعي و
 مالك في المسلم رمي دقة

ساقط ہو جائے گا۔ صید لائی کا قول
 یہ ہے کہ قتل تو ساقط ہو جائے گا مگر
 حد قذف جاری ہوگی۔ مگر امام نے اس
 قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ تو مریخ
 تہمت کا حکم تھا اگر تعریضا یعنی اشارہ
 و کنایتہ۔ برا کہا تو خطابی کا قول ہے
 کہ اگر یہ بُرا کہنے والا مسلمان تھا تو
 اس کے قتل کے واجب ہونے میں مجھے
 کسی کے اختلاف کا علم نہیں۔ ابن بطلال
 کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی
 دینے والے کے بارے میں علماء کا
 اختلاف یہ ہے کہ ذمیوں نے اگر ایسا
 کیا تو ابن القاسم کی روایت کے
 مطابق امام مالکؒ نے فرمایا اگر اسلام
 نہ لائے تو قتل کر دیا جائے۔ باقی مسلم
 ایسا کرے تو بغیر توبہ طلب کئے اسے
 قتل کر دیا جائے اور ابن المنذر نے
 لیث بن سعد، امام شافعیؒ، امام احمد بن
 حنبل اور امام اسحاقؒ سے یہودی وغیرہ
 کے بارے میں یہی فتویٰ نقل کیا ہے
 اور ولید بن مسلم کی روایت کے مطابق
 امام اوزاعیؒ اور امام مالکؒ کا مذہب

یستتاب منها وعن الکوفین
اذکان ذمیا عزروا ان
کان مسلماً فہی ردۃ -

فتح الباری ص ۱۳۶ و فیہ ایضاً
واحتج الطحاوی لاصحابہم
بحدیث الباب وایتدا بأن
هذا الكلام لو من مسلم لکان رقة ۱۳۶

۲۷ و فی خلاصۃ الفتاوی :

و فی المحيط من شتم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
واہانہ أو عابہ فی امر
دینہ أو فی شخصہ أو فی
وصف من أوصاف ذاتہ
سواء کان الشاتم مثلاً
من ائمہ او غیرہا و
سواء کان من اہل الکتاب
أو غیرہ ذمیا کانت أو
حربیا، سواء کان الشتم
أو الاہانۃ أو العیب
صادرًا عنہ عمدًا أو سہوًا
أو غفلةً أو جذاً أو هزلًا

یہ ہے کہ مسلمان ایسا کرے تو مرتد ہو
جائے گا (جس کی سزا قتل ہے) اور
اُسے توبہ کرنے کو کہا جائے گا اور علماء
کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ ذمی
ہے تو اُس کی سزا تعزیر ہے اور اگر
مسلمان ہے تو یہ ارتداد ہے (اور اس
کی سزا قتل ہے)

علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصۃ الفتاوی
میں لکھتے ہیں :-

”محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو گالی دے، آپ کی اہانت کرے
آپ کے دینی معاملات یا آپ کی
شخصیت یا آپ کے اوصاف میں سے
کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی
کرے، چاہے گالی دینے والا آپ کی
امت میں سے ہو اور خواہ اہل کتاب
وغیرہ میں سے ہو، ذمی ہو یا حربی،
اور خواہ یہ گالی، اہانت اور عیب
جان بوجھ کر ہو یا سہوًا اور غفلت کی
بنابر، نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا
مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے
یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر توبہ

فقد كفر خلوا. بحيث ان تآ
لم يقبل توبته ابداً عند الله
ولا عند الناس وحكمه في
الشريعة المطهرة عند
المتأخرين المجتهدين اجماعاً
وعند المتقدمين القتل قطعاً
ولا يداهن السلطان ونايه
في حكم قتله.

(علامۃ الفتاویٰ ص ۶۷)

۴۷ وفي رحمة الامة للشيخ
الدمشقي الشافعي :

الردة هي قطع الاسلام
بقول أو فعل او نية اتفق
الائمة على ان من
ارتد عن الاسلام وجب
عليه القتل ثم اختلفوا
هل يتحتم قتله في الحال
أم يؤت على استتابته
وهل استتابته واجبة
او مستحبة واذا استتيب
فلم يتب هل يمهل أم لا
فقال أبو حنيفة لا تجب

کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ
مقبول ہے اور نہ عند الناس۔ اور
تمام متقدمین اور تمام متأخرین و
مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ
میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم
اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ
وہ ایسے کے قتل کے بارے میں ذرا
سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔“

شیخ دمشقی شافعی رحمۃ الامتہ میں
لکھتے ہیں :-

”ارتداد، اسلام کو نیتاً یا قولاً یا فعلاً ختم
کر دینے کا نام ہے اور ائمہ کا اتفاق
ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو اس کا
قتل واجب ہے البتہ اختلاف اس میں
ہے کہ فوراً قتل کیا جائے گا یا توبہ کرنے
کی مہلت دی جائے گی۔ اور اختلاف
اس میں ہے کہ توبہ کرنے کے لئے کتنا
واجب ہے یا صرف مستحب، اور اگر توبہ
کر جانے کے باوجود توبہ نہ کرے تو
کیا مزید مہلت دی جائے گی یا نہیں؟
امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اسے توبہ

استتابہ ویقتل فی الحال
إلا أن یطلب إلا مهال -
(ص ۱۳ ج ۲)

۵ وقال ابن تیمیہ :

کے لئے کہنا واجب نہیں ہے بلکہ فوراً
اسے قتل کر دیا جائے گا۔ الّا یہ کہ وہ خود
مہلت طلب کرے۔“

ابن تیمیہؒ اپنی معروف کتاب الصارم
السلول میں لکھتے ہیں :-

وعن مجاهد قال اتی عمر
برجل یسب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقتله ثم
قال عمر من سب اللہ أو
سب احدا من الانبیاء
فاقتلوه هذا مع أن سیرتہ
فی المرتد انه یستتاب
ثلاثاً و یطعم کل یوم رغیفاً
لعله یتوب فاذا امر
بقتل هذا من غیر استتابۃ
علم ان جرمہ اغلظ عندہ
من جرم المرتد المجرد
فیكون جرم سابه من
أهل العهد أغلظ من جرم
من اقتصر علی نقض
العهد ولا سیما وقد
أمر بقتله مطلقاً من غیر

”حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ حضرت
عمر فاروقؓ کے پاس ایک ایسے شخص کو
لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
برا کہہ رہا تھا، حضرت عمرؓ نے اُسے قتل
کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ
یا انبیاء میں سے کسی کی شان میں گستاخی
کرے اُسے قتل کر دو۔ یہ بات قابل
غور ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کا طریقہ
مرتد کے بارے میں یہ رہا ہے کہ اسے
تین دن تک توبہ کے لئے کہا جائے
اور ہر روز ایک روٹی بطور غذا اُسے
دی جاتی رہے تاکہ شاید وہ توبہ کر
لے (اور اُس کی جان بچ جائے)
لیکن اس گستاخی کرنے والے کو حضرت
عمرؓ نے توبہ طلب کئے بغیر قتل کرنے
کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ
اس کا جرم عام مرتد سے کہیں زیادہ

ثَنِيَا وَكَذَلِكَ الْمَرْأَةُ الَّتِي سَبَّتَ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهَا
 خَالِدُ بْنُ وَلِيدٍ وَلَمْ يَسْتَتِبْهَا دَلِيلٌ
 عَلَى أَنَّهَا لَيْسَتْ كَالْمَرْتَدَّةِ الْمَجْزُوءَةِ
 وَكَذَلِكَ حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ
 لَمَّا حَلَفَ لِيَقْتُلَنَّ ابْنَ يَامِينَ
 لَمَّا ذَكَرَ أَنَّ قَتْلَ ابْنِ الْأَشْرَفِ
 كَانَ غَدْرًا وَطَلَبَهُ لِقَتْلِهِ بَعْدَ
 ذَلِكَ مَدَّةَ طَوِيلَةٍ وَلَمْ يَنْكُرِ
 الْمُسْلِمُونَ ذَلِكَ عَلَيْهِ مَعَ أَنَّهُ
 لَوْ قَتَلَهُ لَمَجْرَدُ الزَّوْدَةِ لَكَانَ
 قَدْ عَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ بِمَا أَتَى
 بِهِ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ
 وَالصَّلَوَاتِ وَلَمْ يَقْتُلْ حَتَّى
 يَسْتَتَابَ ، وَكَذَلِكَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ
 فِي الَّذِي يَرْمِي أَمَهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ
 إِنَّهُ لَا تَوْبَةَ لَهُ نَعَى فِي هَذَا
 الْمَعْنَى وَهَذَا الْقَضَايَا وَ
 قَدْ اسْتَهْمَتْ وَلَمْ يَبْلُغْنَا
 أَنْ أَحَدًا أَنْكَرَ شَيْئًا مِنْ
 ذَلِكَ -

(العامد المسلول ص ۲۱۹)

سخت ہے۔ اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ
 ہو اس کا جرم اس عام ذمی سے کہیں
 زیادہ بڑھا ہوا ہے جو سخت ہے -
 اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ ہو اس کا
 جرم اس عام ذمی سے کہیں زیادہ
 بڑھا ہوا ہے جو صرف عہد توڑنے
 کا مرتکب ہوا ہو۔ یہ بات پیش نظر
 رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے بلا کسی استثناء کے اسے قتل کرنے
 کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح وہ عورت
 جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
 گستاخی کرتی تھی حضرت خالد بن الولیدؓ
 اس سے بغیر توبہ طلب کئے اسے قتل
 کیا۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی
 عورت عام مرتدہ کی طرح نہیں ہے۔
 اسی طرح محمد بن مسلمہ کہ جب انہوں نے ابن یامین
 کو قتل کرنے کی قسم کھائی اور ایک عرصہ تک
 اس کو قتل کرنے کی جستجو اور تلاش میں
 گئے رہے تو مسلمانوں نے ان پر کوئی اعتراض
 نہیں کیا حالانکہ اگر محض ارتداد ہی وقبول
 ہوتا تو وہ اسلام لاکر کلمہ شہادت پڑھ چکا
 تھا اور نمازیں ادا کر رہا تھا تو بغیر توبہ طلب

کئے اسے قتل کرنا جائز نہ ہوتا۔ اسی طرح جو شخص امہات المؤمنین پر
تہمت لگائے، اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول
کہ ایسے شخص کی کوئی توبہ نہیں، درحقیقت ہمارے مضمون کی
تصریح ہے۔ بہر حال یہ واقعات مشہور ہیں اور ہمیں ایک شخص کے
بارے میں بھی علم نہیں کہ اُس نے ان میں سے کسی بات پر
اعتراض کیا ہو۔“

علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے
ہیں :- ”اگر کوئی شخص قتلہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے تو وہ کافر
و مرتد ہے تو گالی دینے والا بطریق اولیٰ
مرتد ہو گا۔ پھر ہمارے (یعنی احناف
کے) نزدیک اسے بطور منرا قتل کیا
جائے گا اس کی توبہ قتل کے اسقاط میں
مؤثر نہ ہوگی۔ علامہ نے لکھا کہ اہل کوفہ
اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے اور
یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے چاہے بعد میں وہ خود توبہ
کر کے عدالت میں آیا ہو یا اس کے خلاف
گواہیوں سے یہ جرم ثابت ہوا ہو۔ یہ گالی
کا مسئلہ دوسرے مکفرات سے مختلف ہیں۔
کیونکہ وہاں انکار عود توبہ کے قائم مقام ہے
تو شہادت بے کاد ہو جاتی ہے۔ علامہ نے

۴ و فی فتح القدیر لا یمن
الہمام بکل مست بغض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بقلبہ کان مرتداً فالسّاب
بطریق الاولیٰ یموت
حذا عندنا فلا تعمل توبتہ
فی إسقاط القتل قالوا
هذا مذهب اهل الکوفة
ومالک ونقل عن
ابی بکر الصّدّیق و لا
فرق بین أن یجیئنی تاباً
من نفسہ أو شہد علیہ
بذلک بخلاف غیرہ من
المکفرات فإن الہنکار
فیہا توبۃ و لا تعمل الشہادۃ
معه حتی قالوا یقتل وإن

یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشہ میں
ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف
نہیں ہوگا لیکن ہمارے خیال کے مطابق
نشہ میں یہ قید ہونی چاہیئے کہ اس کا نشہ
کسی ایسی ممنوع چیز کی وجہ سے ہو جو بلا اکراہ
اپنے خیال سے اُس نے استعمال کی ہو۔
اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس کا حکم پاگل کا
سا ہوگا۔ خطابی کا قول ہے کہ میں کسی ایسے
شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل
کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔
اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں
ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل
معاف ہو جائے گا۔

ابن نجیم بحر الرائق میں تحریر کرتے ہیں :-
» چند مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پہلا وہ
ارتداد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا
کہنے سے ہو۔ فتح القدیر میں ہے کہ جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلباً
نفرت کرے وہ مرتد ہے تو گالی دینے
والا بطریق اولیٰ مرتد ہے۔ پھر ہمارے
نزدیک اس گالی کے جرم کی سزا قتل ہے
اور اس کی توبہ اس کے قتل کی معافی میں

سب سکران ولا يعفى
عنه ولا بد من تقييده
بما اذا كان سكره بسبب
محظور باشره مختاراً
بلا اكراه وإلا فهو كالمجنون
وقال الخطابي لا أعلم أحداً
خالف في وجوب قتله
وأما مثله في حقه تعالى
فتحمل توبته في
اسقاط قتله -

(فتح القدیر ص ۳۳ ج ۵)

۷ وقال ابن نجيم :-
ويستثنى منه مسائل اولى
الردّة بسببه صلى الله عليه
وسلم قال في فتح القدیر
كل من أبغض رسول الله
صلى الله عليه وسلم لقلبه
كان مرتداً فالسبب بطريق
الاولى ثم يقتل حداً عندنا
فلا تقبل توبته في اسقاط

القتل قالوا هذا مذهب
اهل الكوفة ومالك ونقل
عن ابى بكر الصديق :-

قال الخطابي لا اعلم احدا
خالف في وجوب قتله و
أما مثله في حقه تعالى
فتقبل توبته في اسقاط
قتله - وَعَلَّاهُ الْبِزَازِي
بأنه حق تعلق به حق العبد
فلا يسقط بالتوبة كسائر
حقوق الادميين وكحد
القذف لا يزول بالتوبة
وشرح بان سب واحد
من الانبياء كذلك -
(ص ۱۲۶ ج ۵)

۵ وفي الفتاوى الخيرية :-

سئل - في شق لعن نبى الله
ابراهيم عليه اسلام فما
يترتب عليه - وهل اذا
جاء تابا من قبل نفسه
راجعا مصا قال يدفع عنه

مؤثر نہ ہوگی۔ علماء نے فرمایا کہ اہل کوفہ
اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے اور
یہی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منقول ہے۔
خطابی کا قول ہے کہ مجھے علم نہیں کہ کسی
نے ایسے شخص کے قتل کے وجوب میں
اختلاف کیا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ کی شان
میں ایسا کرنے والے کی توبہ اس کے قتل
کی معافی میں مؤثر ہوگی۔ بزازى نے
اس کی محفلت بیان کرتے ہوئے لکھا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی
کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق
العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جیسے
تمام حقوق العباد۔ اور جیسا کہ حد قذف
(تمت کی منرا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازى
نے اس کی بھی تصریح کی کہ انبیاء میں سے
کسی ایک کو بُرا کہنے کا یہی حکم ہے :-
فتاویٰ خیرہ میں ہے : (سوال)

”ایک بد بخت نے نبی اللہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام پر لعنت کی تو اس کا کیا
حکم ہے ؟ اگر وہ خود تائب ہو کر آجائے
اور جو کچھ کہا تھا اس سے رجوع کر لے
تو کیا اس سے ارتداد کی منرا ختم ہو

موجب الردۃ الٰدی هو القتل
وما المحکم فیہ ؟

اجاب : یقتل حدًا ولا
توبة له أصل ففی البرازية
وغیرها من کتب الفتاوی
واللفظ لهما الوارتد والعیاذ
باللہ تعالیٰ تحریر امرأتہ
ویجدد النکاح بعد
اسلامہ ویعید الحج
ولیس علیہ اعادة المصلوة
والمصوم کالکافر الا وصلى
إلا اذا سب رسول الله
صلى الله عليه وسلم أو
واحدًا من الانبياء عليهم
الصلاة والسلام فإنه یقتل
حدًا ولا توبة له أصل
سواء كان بعد المقدرة علیہ
بالشهادۃ او جاء تائبًا
من قبل نفسه کالمتزندق
فانه حدوجب فلا یسقط
بالتوبة ولا یتصور فیہ خلا
لأحد لانه حق تعلق به

جائے گی جو قتل ہے ؟ اور اس صورت
میں حکم کیا ہے ؟

(جواب) اسے بطور منہ قتل کیا جائے
گا اور اس کے لئے بالکل توبہ نہیں ہے
بزازیہ اور اس کے علاوہ دیگر کتب
فتاویٰ میں صراحت ہے کہ اگر کوئی
شخص نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو
اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔ اسلام
کے بعد نکاح کی تجدید ہوگی۔ حج بھی
دوبارہ کرنا ہوگا۔ البتہ نماز روزے کا
اعادہ واجب نہیں۔ الایہ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یا انبیاء علیہم السلام
میں سے کسی کو بُرا کہے۔ ایسے شخص کو
حدًا قتل کیا جائے گا اور اس کے
لئے توبہ نہیں، چاہے اُس کے پکڑے
جانے اور اُس کے خلاف گواہیوں کے
قائم ہو جانے کے بعد وہ توبہ کرے یا
از خود تائب ہو کر اُسے اس کا حکم وہی
ہے جو زندیق کا کیونکہ حدیب واجب
ہوتی ہے تو پھر توبہ سے ساقط نہیں
ہوتی۔ اس مسئلہ میں کسی کے خلاف کا
تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ (نبی کو گالی دینا)

حق العبد فلا يسقط بالتوبة
 كسائر حقوق الادميين
 وكحد القذف لا يزول
 بالتوبة بخلاف ما اذا
 سب الله تعالى ثم
 تاب لانه حق الله تعالى
 واثن النبي وبشر والبشر
 جنس تلحقهم المعرة
 إلا من أكرمه الله تعالى
 والبارئ منزلة عن جميع
 المعايير وبخلاف الرداد
 لانه معنى ينفرد به
 المرتد لا حق فيه لغيره
 من الادميين ولكونه بشرًا
 قلنا إذا اشتبه عليه السلام
 سكران لا يعفى ويقتل حدًا
 وهذا مذهب أبي بكر
 الصديق رضي الله عنه والامام
 الاعظم والبدعي و
 اهل الكوفة والمشهور
 من مذهب مالك واصحابه
 قال الخطابي لا أعلم أحدًا

ایک ایسا حق ہے جس کے ساتھ بندے
 کا حق متعلق ہے اس لئے توبہ سے یہ
 حق ساقط نہ ہوگا جیسا کہ تمام حقوق
 العباد کا یہی معاملہ ہے اور جیسا کہ
 حد قذف توبہ سے معاف نہیں ہوتی
 اس کے برخلاف اگر کسی نے اللہ تعالیٰ
 کو برا کہا پھر توبہ کر لی تو یہاں توبہ اس
 لئے قبول ہے کہ یہ حق اللہ ہے اور اس
 لئے بھی کہ نبی انسان ہوتا ہے اور انسان
 بحیثیت انسان کے عیب دار ہو سکتا
 ہے۔ الایہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ معزز
 بنا کر پاک صاف رکھے باقی اللہ تعالیٰ
 تو تمام معائب سے منزہ ہیں۔ اسی
 طرح بُرا کہنا عام ارتداد سے ہٹ کر
 ہے کیونکہ ارتداد میں کسی دوسرے کا
 حق ضائع نہیں ہوتا اس کا اپنا فعل
 ہوتا ہے اور چونکہ نبی بشر ہیں اس
 لئے ہمارا مذہب یہ بھی ہے کہ اگر نہایت
 حضور علیہ السلام کو گالی دے تو اس
 کی معافی نہ ہوگی بلکہ اُسے قتل کیا جائے
 گا اور یہی حضرت ابو بکر صدیق کا مذہب
 ہے اور یہی امام اعظمؒ، بدعیؒ، اہل کوفہؒ

امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا معروف مذہب ہے۔ خطابی کا قول ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس کا ایسے شخص کے وجوب قتل میں کوئی اختلاف ہو جو مسلمان ہو کر بد گوئی کرے۔ یسعونؒ مالکی کا قول ہے کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی علیہ السلام کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ بلکہ جو شخص اس کی سزا اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑاؤ اور مارو حال کی جائے گی۔“

اور سند کے ساتھ حدیث مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی نبی کو گالی دے اُسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اُسے مارو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کعب بن الاشرف کو بلا آگاہ کئے قتل کر ڈالو، وہ حضورؐ کو اذیت پہنچاتا تھا۔ اسی طرح آپؐ نے ابورافعؓ یہودی کے قتل کا حکم دیا۔ اسی طرح آپؐ نے ابن خطل کو کعبہ کے پُر دوں سے لٹکے ہونے کے

من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلماً وقال سحنون المالکی اجمع العلماء علی أن شاتمہ کافر وحکمہ القتل ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر قال اللہ تعالیٰ :

ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلک (الآیۃ)

وروی بسندہ أنه صلی اللہ علیہ وسلم قال من سب نبیاً فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ وأمر صلی اللہ علیہ وسلم بقتل کعب بن الأشرف بلہ إخذار وکانت یؤذیه صلی اللہ علیہ وسلم وکذا أمر بقتل ابی رافع الیہودی وکذا أمر بقتل ابن خطل هذا وکان متعلقاً بأستار الکعبۃ ودلائل المسئلہ

تعرف فی کتاب العارم المسلول
 علی شاتم الرسول انتہی ۔
 وفی الاشباہ لا کل کافر تاب
 فتوبتہ مقبولة فی الدنیا
 والآخرۃ الا جماعۃ الکافر
 بسب نبی و بسب الشیخین
 أو أحدہما و بالسحر و
 الزندقۃ إلی آخر ما فیہ
 والمسئلۃ مقررة مشہورۃ
 فی الکتب غلیۃ عن
 الطناب والمحصل فیہا
 وجوب قتل مثل هذا الشقی
 المتہود فی حق مثل هذا
 النبی الجلیل وإن کان قد لب
 وجہۃ السلام ۔

(الفتاویٰ الخیریۃ ص ۱۱۱ والایضاً ص ۱۱۲)

امام قرطبی مالکی اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں :-

۹

قال ابن المنذر أجمع عاۃ
 اهل العلم علی أن من سب
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ القتل ومقتل قال
 ذلك مالک واللیث واحمد

کے باوجود قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس
 مسئلہ کے دلائل العارم المسلول میں
 دیکھے جاسکتے ہیں۔ ”الاشباہ“ میں صراحت
 ہے کہ ہر کافر کی توبہ دُنیا و آخرت میں
 قبول ہو جاتی ہے سوائے چند لوگوں
 کے، اللہ کے نبی کو گالی دے کر یا
 شیخین یا اُن میں سے کسی کو گالی دے
 کہ کافر ہو جانے اور جادو اور
 زندقہ کے ساتھ کافر ہو جانے والا۔
 بہر حال مسئلہ طے شدہ اور مشہور ہے
 اس لئے تفصیل کی بھی حاجت نہیں۔
 خلاصہ یہ کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام
 جیسے نبی جلیل کی شان میں گستاخی کرے
 اس بد بخت و گستاخ کو قتل کرنا
 واجب ہے چاہے وہ توبہ کر کے تجدید
 اسلام ہی کیوں نہ کر چکا ہو۔“

”ابن المنذر کا کہنا ہے کہ عام اہل علم کا
 اجماع اس بات پر ہے کہ جو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بُرا کہے اس کا قتل واجب
 ہے۔ امام مالک، لیث احمد بن حنبل اور
 اسحاق کا یہی قول ہے اور یہی امام

شافعی کا مذہب ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ جو کافر ذمی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا (البتہ اگر مسلمان ایسا کرے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی بوجہ ارتداد اس کا قتل واجب ہے۔)

مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علیؓ کی مجلس میں کہا کہ کعب بن الاشرف کو بد عہدی کر کے قتل کیا گیا تھا، حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن مار دی جائے (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذا رسانی کی وجہ سے مباح الدم بن گیا تھا) اسی طرح اسی قسم کا جملہ ایک اور شخص (ابن یامین) نے منہ سے نکالا تو (کعب بن الاشرف کو مارنے والے) حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہؓ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا رہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علامہ نے فرمایا ایسے

واسحاق و ہر مذہب الشافعی وقد حکى عن النعمان انه قال لا يقتل من سب النبي صلى الله عليه وسلم من اهل الذمة على ما يأتى -

وروى أن رجلاً قال في مجلس علي ما قتل كعب بن الاشرف إلا غدرًا فامر علي بضرب عنقه وقاله آخر في مجلس معاوية فقام محمد بن مسلمة فقال أيقال هذا في مجلسك وتسكت والله لا أسألك تحت سقف أبدًا ولئن خلوت به لا قتلته قال علماؤنا هذا يقتل ولا يستتاب إن نسب الغدر للنبي صلى الله عليه وسلم وهو الذي فهمه علي ومحمد بن مسلمة رضوان الله عليهما من

قائل ذلک لان
ذالك ذندقة -

(ص ۸۲ ج ۸)

شخص سے توبہ کے لئے بھی نہ کہا جائے گا
بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف بد عہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ
بات ہے جسے حضرت علیؑ اور حضرت محمد بن مسلمہ
نے سمجھا اس لئے کہ یہ تو زندقہ ہے۔

علامہ قرطبی مزید فرماتے ہیں :-

”اگر کوئی کافر گستاخی کرے اور پھر جان
بچانے کے لئے اسلام لے آئے تو اُس کا
اسلام اس کے قتل کو معاف کر دے گا۔
مشہور یہی ہے کیونکہ اسلام پہلے تمام
جرائم کو ختم کر دیتا ہے، بخلاف مسلمان کے
کہ اگر وہ گالی دے کر پھر توبہ کر لے تو قتل
معاف نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد
ہے:-

”آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر
یہ لوگ باز آجائیں گے تو ان کے سارے
گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر
دیئے جائیں گے“ اور دوسرا قول یہ ہے
کہ اسلام (کافر ساب کے قتل کو ساقط
نہ کرے گا۔ اس لئے یہ قتل نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی وجہ سے
واجب ہو چکا ہے کیونکہ اُس نے آپؐ

منا وایضاً قال :

واختلفوا اذا سبہ ثم
أسلم تقيّة من القتل
فقیل یسقط اسلامه
قتله وهو المشهور من
المذهب لان الاسلام
یجبت ما قبله بخلاف
المسلم اذا سبہ ثم
تاب قال الله تعالى :

قل للذين كفروا ان
ينتموا يغفر لهم -
ما قد سلف وقيل لا یسقط
الاسلام قتله لذنبة
حق للنبي صلی اللہ علیہ
وسلم وجب لانتهاك
حرمة وقصده المحاق
النقيصة والمعترة به

فلم یکن رجوعه الی
الاسلام بالذی یسقط
قتله ولا یكون
احسن حالا من
المسلم -

(صفحہ ۸ ج ۸)

کی بے عزتی کی تھی اور آپ پر نقص و عیب
لگانے کا ارادہ کیا تھا اس لئے اسلام
لانے کی وجہ سے اس کا قتل معاف
نہ ہو گا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہو گا
بلکہ بدگوئی کی وجہ سے باوجود توبہ کے
دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔“

قیاس شرعی اور عقلی وجوہات

قیاس محض عقلی بات کو نہیں کہتے۔ یہ تو معنی لوگوں نے غلط کر رکھے ہیں۔ اصل میں اشتراکِ علت سے اشتراکِ حکم کو شرعاً قیاس کہتے ہیں۔ اگر علتِ نقص شرعی میں مذکور ہو یا بالکل بدیہی ہو جسے ہر شخص محسوس کر سکتا ہے تو وہ قیاس قطعی و یقینی ہوتا ہے اس کا انکار حرام ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو اُف کہنا یا اونچی آواز سے بات کر کے جھڑکنا حرام فرمایا ہے تو اس کی علت بالکل ظاہر اور ہر شخص کی سمجھ کی ہے۔ لہذا یقینی ہے یعنی اذیت تو جہاں جہاں یہ علت پائی جاتی ہے وہ سب کام انہی آیات سے حرام قرار پاتے ہیں۔ مثلاً جوتے مارنا، ڈنڈے مارنا، کسی طرح سے ذلیل کرنا، طعن کرنا، گالی دینا سب انہی آیات سے یقیناً حرام ہیں اور ہر مسلمان اُسے جانتا ہے، ہاں علتِ نقص قطعی میں نہ ہو یا بالکل ظاہر نہ ہو تو اجتہادی ہوگی اور اس قیاس کا حکم ظنی ہوگا۔

اول تو ماں باپ ایک جسمانی ہیں ایک روحانی اور روح جسم سے افضل ہے تو روحانی ماں باپ جسمانی سے افضل ہونے اس لئے وہ تمام احکام ان کے لئے

بھی ہوں گے جو ماں باپ کے لئے حرام وہ ان کے لئے بھی حرام۔

دوسرے اگرچہ ماں باپ بڑے محسن ہیں، پیدائش و تربیت سب انہی کی بدولت ہے مگر تمام انبیاء کرام ان سے نڈاؤ محسن ہیں کہ ابدی جہنم سے بچا بچا کر ابدی بہشتوں میں پہنچانے کا سامان کرتے ہیں۔ جیسے ماں باپ کو گالیاں دینا حرام ہیں سخت ترین خطرناک جرم ہیں ایسے ہی انبیاء اور ان کے جانشین کو۔

تیسرے تمام دُنیا احسن کے لئے آقائی اور جس پر احسان ہو اس کے لئے غلامی کے قائل ہیں۔ انسان عبد الاحسان (انسان احسان کا غلام ہوتا ہے) اسی لئے عرف عام میں محسن کے خلاف کہنے کو نمک حرام کا لقب دیا گیا ہے اس لئے ایسا شخص جو ایسے بڑے محسنوں کو گالیاں دے سب کے نزدیک سب سے بڑا نمک حرام سب سے بڑی سزا کا مستحق ہے۔

چوتھے سب جانتے ہیں کہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے انتخاب کئے ہوئے سب سے بڑے بزرگ ہیں، ان کی فرماں برداری فرض، ان کے احکام پہنچانے اور جاری کرنے والوں کی فرمانبرداری ضروری۔ بجائے فرمانبرداری کے گالیاں دینا اور بُرا کہنا اور خدائی احترامات کو پامال کرنا انتہائی جرم ہے۔

پانچویں ہر شخص یقین لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بزرگ حضرت انبیاء ہیں (صلی اللہ علیہم وسلم) اور ان کے بعد ان کے اجاب، ان کو بجائے عزت دینے کے، گالیوں بڑائیوں سے ذلت دینے والا سب سے زیادہ سزا کا مستحق ہے۔

چھٹے ہر شخص جانتا ہے کہ معمولی آدمی کی ہتک عزت بڑا جرم ہے اور ہر حکومت میں یہ جرم قابل سزا ہوتا ہے اور جب ہتک عزت انتہائی معززین کی ہو تو انتہائی سزائیں کا مستحق ہوتا ہے۔

ساتویں۔ سب سے ایک سوال :- اسرائیل ہو یا سادی دُنیا مشرق و مغرب

شمال جنوب کی کوئی مملکت یا اقوام متحدہ یا کوئی ادارہ جس میں انسانیت کی کوئی
 لامق باقی ہو بلکہ دنیا بھر کے ہر ہر فرد سے یہ سوال ہے کہ اگر کوئی سلمانِ رشدی
 جیسا آپ کے نبیوں، مقتداؤں، دین کے ستونوں اور اُن کے اہل خانہ کا نام
 لے لے کر یہ انتہائی گندی، فحش بہتانِ محض گالیوں کی بوچھاڑ کرتا اور آپ کو
 اس پر طاقت و قدرت حاصل ہوتی تو آپ کو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟ اگر
 یہ انسانیت کی لامق کسی طرح اپنے لئے ایک سیکنڈ کو بھی برداشت نہیں کر سکتی تو اس
 وقت وہ انسانیت کہاں غائب ہو گئی؟ آخر آپ سب لوگ کس خوابِ غفلت میں ہیں؟
 کیا یہی سبق آپ کے بدکردار نہیں دہرائیں گے۔ کیا اس وقت آپ خود آگ بگولہ
 نہ ہو جائیں گے؟

یہ غبیٹ حملہ اولین حملہ ہے۔ اس کے مثل حملوں کا جب تانا باندھ گا
 تو دنیا کا کوئی ایسا فرد نہیں کہ اس کا کوئی نہ کوئی مخالف نہ ہو یا کسی ایسے کام
 کے لئے کسی کو کھڑا نہ کر سکے۔

اگر اس وقت اس کو برداشت کر لیا سمجھ لیجئے کہ ہمیشہ کے لئے آپ نے
 اپنے اور سب کے لئے یہ بیج کاشت کر لیا۔

اور

یہ بھی یاد رکھئے کہ اول اول میں روکنا سہل ہوتا ہے جب طوفانِ حد
 سے گزرا جاتا ہے تو وہ کسی کے قابو کا نہیں رہتا۔ آج ایک کے لئے توکل
 دوسرے، پڑسوں تیسرے کے لئے۔ خدا ہوش سے سب لوگ کام لیں ورنہ پھر
 ساری دنیا درہم برہم ہو کر رہے گی۔

عبارات الفقهاء والائمة

(ائمہ کرام کے چند اقوال)

جلیل القدر علماء وفقہاء میں سے دس کے اقوال

علامہ آفندیؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :-

”حضرتی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنا عام ارتداد کی طرح نہیں کہنا کیونکہ عام ارتداد میں مرتد ہونا اپنا مجسم ہوتا ہے انسانوں میں سے کسی کا حق متعلق نہیں ہوتا اس لئے اس کی اپنی توبہ مقبول ہے۔ اس کے برخلاف جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا اس کے ساتھ ایک انسان (وہ بھی انسان کامل) کا حق متعلق ہو گیا جو صرف توبہ سے ساقط نہ ہو گا۔ جیسے تمام حقوق العباد کا یہی حال ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو بُرا کہا تو وہ کافر ہے اور

لا وفي تنقيح الفتاوى الحامدية :-

وليس سبّه صلى الله عليه وسلم كالارتداد المقبول فيه التوبة لأن الارتداد معنى ينفرد به المرتد لاحق فيه لغيره من الأدميين فقبلت توبته ومن سبّ النبي صلى الله عليه وسلم تعلق به حق الأدمى ولا يسقط بالتوبة كما تُرحق الأدميين فمن سبّ النبي صلى الله عليه وسلم واحداً من

واجب القتل ہے۔ اس کے بعد اگر وہ کفر
پہرہ باقی رہا اور توبہ کر کے اسلام قبول
نہ کیا تو اُسے کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے
گا۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اور اگر
اُس نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تو
اس میں علماء کا اختلاف ہے اور مشہور
مذہب یہ ہے کہ اُسے (بطور منہجاً) حد
قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ
ہے کہ دونوں صورتوں میں کفر کی وجہ سے
قتل کیا جائے گا۔“

الانبياء صلوات الله عليهم
وسلامه فانه يكفر ويجب
قتله ثم ان ثبت على
كفره ولم يتب ولم يسلم
يقتل كفراً بلا خلاف و
ان تاب و أسلم فقد
اختلف فيه والمشهور
من المذهب القتل حدّاً
وقيل يقتل كفراً في
الصورتين -

(رتبہ الفتاویٰ الی مرید متا)

۲۷ وفی شرح الفقہ الاکبر
للملّٰ علی القاری :-

ثم اعلم أن المرتد يعرض
عليه الاسلام على سبيل
الندب دون الوجوب
لأن الدعوة بلغته وفي
العيسوط وإن ارتد ثانياً
وثالثاً فكذلك يستتاب
وهو قول أكثر أهل العلم
وقال مالك وأحمد رضي الله عنهما
لا يستتاب من تكرر منه

ملا علی قاریؒ اپنی کتاب شرح فقہ اکبر
میں لکھتے ہیں :-

”یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مرتد پر اسلام
کا پیش کرنا واجب نہیں صرف مستحب
ہے۔ کیونکہ دعوتِ اسلام اسے پہلے پہنچ
چکی ہے۔ مبسوط میں ہے کہ اگر وہ دوسری
تیسری بار مرتد ہوا ہے تو اسی طرح توبہ کا
موقع دیا جائے گا اور اکثر اہل علم کا یہی
قول ہے اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا
قول یہ ہے کہ جس سے اتنا بار بار مرتد ہو
اس سے توبہ نہیں کروائی جائیگی جیسا کہ یہی

كالزندق ولنا في
الذندق روايتان في
رواية لا تقبل توبته
لقول مالك رضي الله عنه
وفي رواية تقبل وهو
قول الشافعي رحمة الله
وهذا في حق احكام الدنيا
وأما فيما بينه وبين
الله تعالى قبل بلخوف وعن
ابي يوسف رحمة الله اذا تكرر
منه الذندق لا يقتل من غير
عرض الاسلام لاستخفافه بالدين
وقبه أيضا : في الخلاصة
روى عن ابي يوسف انه
قيل بحضرة الخليفة
المامون ان النبي صلى الله
عليه وسلم كان يحب القرم
فقال رجل أنا لا احبه فأمر
أبو يوسف باحضار النطع
والشيف فقال الرجل
استغفر الله معاذ ذكرته
ومن جميع ما يوجب الكفر

معاملہ زندیق کا ہے۔ احناف کی زندیق
کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک روایت
امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ
مقبول نہیں اور ایک روایت امام شافعیؒ
کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ قبول ہے
اور یہ سب دنیاوی احکام کے حق میں ہے
باقی فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ تو
بلا خلاف مقبول ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ
سے مروی ہے کہ اگر تار تار دکر ہو تو بغیر
اسلام پیش کئے اُسے قتل کر دیا جائے گا۔
اس لئے کہ اُس نے دین کا استخفاف
کیا ہے۔ ص ۱۳۲

تیز خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کا واقعہ نقل
کیا گیا کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون کے سامنے
بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کڈو
پسند فرماتے تھے۔ ایک آدمی فوراً ابولا
میں اسے پسند نہیں کرتا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ
نے حکم دیا کہ تلوار اور چمڑا لایا جائے (جو
قتل کے لئے منگوا یا جاتا ہے) اس آدمی
نے کہا میں نے جو کچھ ذکر کیا اس سے
اور تمام موجبات کفر سے استغفار
کرتا ہوں : اشهد أن لا إله إلا الله و

اشھدان لا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه و
 اشھدان محمدًا عبده و
 رسولہ فترکہ ولم یقتل۔
 وحكى أن في زمن الخليفة
 المامون سئل واحد عن قتل
 حائكا فاجاب فقال يلزمه
 غصارة غزاء أى جارية
 شابة رعناء فسمع المامون
 ذلك وأمر بضرب عنق
 الماجيب حتى مات وقال
 هذا استهزاء بحكم الشرع
 والاستهزاء بحكم من
 احكام الشرع كفر۔

وحكى أن الأُمير
 الکبير تیمور ذات يوم
 ملّ وانقبض ولم یجب
 احدا فیما سئل فدخل
 ضحكتہ فاخذ یقول
 مضاحکة فقال دخل علی
 قاضی بلدة کذا واخذه فی
 شہر رمضان فقال یا حاکم
 الشرع فلان اکل صوم رمضان

اشھدان محمدًا عبده و رسولہ امام ابو یوسفؒ
 نے اُسے چھوڑ دیا اور قتل نہیں کیا۔ اسی
 قسم کا ایک واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ مامون
 کے زمانے میں ایک شخص سے پوچھا گیا
 کہ اگر کسی نے جو لہے کو قتل کیا تو کیا حکم
 ہے؟ جواب دینے والے نے (قتل کے
 حکم شرعی کا) مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ
 ایک خوبصورت تروتازہ باندی دینی ہوگی۔
 مامون نے یہ جواب سنا تو جواب دینے
 والے شخص کی گردن اڑانے کا حکم دیا
 جس پر عمل کیا گیا اور کہا کہ یہ شریعت کے
 احکام کا استہزاء ہے اور شریعت کے کسی
 بھی حکم کا مذاق اڑنا کفر ہے۔

اسی طرح منقول ہے کہ امیر تیمور ایک
 روز آداس اور دل گرفتہ تھا کسی کے
 سوال کا جواب نہ دیتا تھا۔ اس کے
 مصاحب مسخرے اس کے پاس آئے ایک
 مسخرہ تیمور کو منانے کے لئے کہنے لگا کہ وہ
 فلاں شہر میں فلاں قاضی کے پاس گیا
 اور جا کر کہا اے قاضی شرع فلاں آدمی
 نے رمضان کا روزہ کھا لیا ہے جس کے
 گواہ میرے پاس موجود ہیں۔ وہ قاضی

وَلِي فِيهَا شُهُود فَقَالَ ذَلِكَ
الْقَاضِي لَيْثٌ آخِرُ تَاكُلُ
الصَّلَاةَ تَخْلُصُ مِنْهَا
لِيَضْحَكُ الْأُمِيرُ فَقَالَ
الْأُمِيرُ أَمَا وَجَدْتُمْ تَضْحِكًا
سَوِيًّا مَرْدِينِ فَأُمِرَ بِضَرْبِهِ
حَتَّى اسْتَحْنَه -

فَرَحِمَهُ اللَّهُ مِنْ عَطَا الدِّينِ
إِلَيْهِ سَلَامٌ - (شرح الفقه الأكبر
للقارئ ص ۱۳ تا ص ۱۴)

۳۲ وَفِي رُوحِ الْمَعَانِي، عَلَامَهُ
لَا لَوْسَى رَحِ تَحْتَ
قَوْلُهُ تَعَالَى :-

وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ
مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا
فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أُنُفَاةَ
الْكَفْرِ - (الآيَةُ)
قَالَ الرَّاءُ لَوْسَى :

وَمِنْ ذَلِكَ الطَّعَنُ فِي
الْقُرْآنِ وَذِكْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاشَا لِبُسْرٍ
فَيَقْتُلُ الذَّمِّيَّ بِهِ عِنْدَ جَمْعٍ

کہنے لگا کاش ایک اور اگر نماز کو کھا
جائے تو ہم دونوں عبادتوں سے چھوٹ
جائیں۔ مسخرے نے یہ لطیفہ سنایا تو
تیمور نے حکم دیا کہ اس مسخرہ کو اتنا مارو
کہ خون نکل آئے اور پھر کہا تمہیں دینی
حکم کے سوا مذاق کے لئے کوئی اور
چیز نظر نہ آئی؟

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہر اس شخص
پر جو دین اسلام کی تعظیم کا فریضہ
انجام دے۔

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں آیت
”وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ“ کے تحت
لکھتے ہیں :-

(ترجمہ آیت) ”اودا اگر وہ توڑ دیں اپنی
قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب
لگاویں تمہارے دین میں تو لوڑ و کفر
کے سر داہلوں سے۔“

علامہ آلوسی فرماتے ہیں :

اس میں قرآن پر طعنہ لگانا اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان والا صفات میں برائی کے
ساتھ ذکر کرنا بھی داخل ہے، تو علماء
کی ایک جماعت کے نزدیک ذمی کا کفر

مستدلين بالآية سواء
 شرط انتقام من العهد به
 أمر لا ومقن قال بقتله
 إذا أظهر الشتم والعياذ
 بالله (مالك والشافعي وهو
 قول الليث وأفتى به
 ابن الهمام -

(روح المعاني من ۳ ج ۵)

۷۷ وفي حاشية الشرنبلالية
 على درر المحكام : تنبيه :
 محل قبول توبة المرتد
 ما لم تكن ردة بسبب
 التنبی علیه السلام أو بغضه
 كما قدمه المصنف فإن
 كان به قتل حدًا ولا
 تقبل توبته 'سوا جاء
 تأثبا من نفسه أو شهد
 عليه بذلك بخلاف غيره من
 المكفرات فإن الإنكار فيها
 توبة لكنه يحد دنكاحه إن
 شهد عليه مع إنكار -

(من ۳)

کو (بھی) اس کی وجہ سے قتل کر دیا جائے
 گا۔ وہ حضرات اسی آیت سے استدلال
 کرتے ہیں۔ چاہے اس ذمی کے ساتھ
 بدگوئی کو معاہدہ میں شرط قرار دیا گیا ہو یا
 نہ، اور جو علماء ایسے کافر ذمی کے قتل
 کے قائل ہیں ان میں امام مالک اور امام
 شافعی شامل ہیں۔ یہی لیث کا قول ہے
 اور ابن الهمام نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔
 درر المحاکم کی شرح حاشیہ شرنبلالیہ
 میں ہے :-

”کہ مرتد کی توبہ قبول ہونے کا محل اس
 وقت ہے جبکہ ارتداد نبی علیہ السلام کی
 بدگوئی اور بغض پر مبنی نہ ہو جیسا کہ مصنف
 پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر ارتداد ایسا ہو تو
 پھر اس کی مزا قتل ہے اور توبہ قبول نہیں
 (یعنی دنیاوی احکام میں) برابر ہے کہ وہ
 خود تائب ہو کر آیا ہو یا اسکے خلاف گواہی سے
 جرم ثابت ہوا ہو۔ بخلاف دوسرے موجبات کفر
 کے کہ ان میں انکار کر دینا ہی توبہ سمجھا جاتا
 ہے۔ لیکن وہاں بھی اگر گواہ موجود
 ہوں تو انکار کے باوجود نکاح کی
 تجدید کرنی چاہیئے۔“

عالمگیری میں ہے کہ جعفرؑ سے پوچھا گیا کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی طرف فواحش کی نسبت کرے اس کا کیا حکم ہے؟

فرمایا، کافر ہو گا کیونکہ ایسا کہنا ان کو گالی دینا اور ان کو ہلکا سمجھنا ہے۔
(فتاویٰ عالمگیری ص ۳ ج ۳)

جو اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول کو بُرا کہے گا کافر ہو جائے گا چاہے سنجیدہ ہو اور چاہے مذاق کر رہا ہو۔ اسی طرح جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ یا اس کی آیات یا اس کے پیغمبروں یا اُس کی نازل کردہ کتابوں کا استہزاء کرے گا وہ بھی دونوں صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، آپ کہہ دیجئے گا کہ کیا اللہ کیساتھ اور اُسکی آیتوں کیساتھ اور اُسکے رسول کیساتھ تم منی کرتے تھے تم اب عذر مت کہو و تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔“ اور مناسب ہے کہ استہزاء کرنے والے کے صرف توبہ کرنے اور اسلام لانے پر اکتفاء نہ

۵ وفی عالمگیریہ اَنہ سئل جعفر عن من یسب الی الانبیاء الفواحش وعزمہ الی الزنا ونحوہ الذی یقولہ المحشویۃ فی یوسف علیہ السلام قال ینکفرونہ شتم لہم و استخفاف بہم۔

۶ وفی الشرح الکبیر علی المعنی الجزء العاشرۃ ص ۷ ومن سب اللہ تعالیٰ أو رسولہ کفر سواء کان جازاً أو مازحاً وكذلك من استهزاء باللہ سبحانہ وتعالیٰ أو بآیاتہ أو برسولہ أو کتبہ لقولہ تعالیٰ ولئن سألتہم لیقولن ائما کنّا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزونن لا تعتدوا قد کفرتم بعد ایمانکم“ وینبغی ان لا یکتفی من الہمازی بذلک بمجرد الإسلام حتی یؤدب

أدباً يزره عن ذلك لؤنة
إذا لم يكتف مقص
سب رسول الله صلى الله
عليه وسلم بالتوبة فهذا
اولى -

(شرح المغني ص ۳۷)

وقال العلامة الدردير في

الشرح الصغير :-

على اقرب الصالح إلى
مذهب الإمام مالك
مانصة كالتاب لتبى مجمع
عليه فيقتل بدون استتابة
ولا تقبل توبته ثم إن
تاب قتل حدًا ولا يعذر
الساب بجھل لؤنه لا يعذر
احد في الكفر بجھل او سكر
حراماً أو تهوؤ كثرة
الكلام بدون ضبط ، ولا
ليقبل منه سبق اللسان
أو غيظ فلا يعذر اذا
سب حال الغيظ بل يقتل
او بقوله أردت كذا

کیا جائے بلکہ اس کی ایسی تادیب کی
جائے جو اس کام سے اسے (ہمیشہ کھٹے)
روک دے۔ کیونکہ جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو برا کہے اُس کی توبہ پر اکتفا
نہیں کیا جاتا تو اس کا معاملہ بطریق اولیٰ
ایسا ہوگا۔

علامہ درودیر مالکی "شرح صغیر میں
فرماتے ہیں :-

"کسی متفق علیہ نبی کو گالی دینے والا قتل کر
دیا جائے گا، نہ اُس سے توبہ طلب کی
جائے گی اور نہ اُس کی توبہ مقبول ہے۔
اگر وہ توبہ بھی کر لے تب بھی اسے بطور
سزا قتل کیا جائے گا۔ یہ بُرا کہنے والا
نہ جہالت کی وجہ سے معذور ہوگا کیونکہ
کفر میں جہل کوئی عذر نہیں نہ یہ نشہ
کی وجہ سے معذور ہوگا بشرطیکہ وہ نشہ
حرام ہو، نہ لاپرواہی کی وجہ سے معذور
ہوگا کہ بلا سوچے سمجھے کثرتِ کلام کی
وجہ سے اس میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اسی
طرح سہقت لسانی کا عذر بھی قبول نہیں
کیا جائے گا نہ غصہ کی وجہ سے معذور
ہوگا، بلکہ اگر شدید غصہ میں گالی دے

أَحَبُّ إِلَيْهِ إِذَا قِيلَ لَهُ
بِحَقِّ رَسُولِ اللَّهِ فَلَعَنَ ثُمَّ
قَالَ أُرِدْتُ الْعُقُوبَ
أَيُّ لُذُنْهَا مَرْسَلَةٌ لِمَنْ
تَلَدَّغَهُ فَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ وَ
يَقْتُلُ إِلَّا أَنْ يَسْلَمَ السَّابَّ
الْكَافِرَ الْأَوْصَلَى فَلَا يَقْتُلُ
لَوْ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَجِبُ مَا
قَبْلَهُ أَمَّا السَّابُّ الْمُسْلِمَ
إِذَا ادَّعَى بَغْيَ السَّبِّ ثُمَّ
أَسْلَمَ فَلَا يَسْقُطُ قَتْلُهُ
وَسَبُّ اللَّهِ كَذَلِكَ أَيْ
كَسَبَ النَّبِيَّ يَقْتُلُ الْكَافِرَ
مَا لَمْ يَسْلَمْ وَفِي اسْتِثْنَاءِ
الْمُسْلِمِ خِلَافٌ هَلْ
يَسْتَتَابُ فَإِنْ تَابَ
تَرَكَ وَإِذَا قَتَلَ أَوْ يَقْتُلُ
وَلَوْ تَابَ وَالْمُزَاجِعُ
الْأَوَّلُ -

(الشرح المصغیر)

مجلد ۲، صفحہ ۴۴، ج ۱

تب بھی قتل کیا جائے گا۔ یا تاویل کر کے
یہ کہہ کہ میری مراد تو کچھ اور تھی جیسے کسی کے
سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق
کا ذکر کیا گیا اُس نے لعنت کی اور پھر
کہنے لگا میں نے تو بچھو پر لعنت کی تھی،
کیونکہ اسے بھی کاٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ
نے بھیجا ہے۔ ان سب صورتوں میں توبہ
قبول نہیں اور قتل لازمی ہے۔ ہاں اگر
بُرا کہنے والا کافر اصلی تھا پھر مسلمان
ہو گیا تو قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ اسلام
پرانے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
باقی رہا وہ شخص جو بدگو مسلمان تھا پھر
کسی اور وجہ سے مرتد ہو گیا اور پھر
اسلام لے آیا تو اس کا قتل ساقط نہ
ہو گا۔ اور یہی حکم ہے اللہ تعالیٰ کو
بُرا کہنے والے کا کہ یہ اگر مسلمان نہ ہو
تو قتل کر دیا جائے گا۔ البتہ اگر
مسلمان ایسی حرکت کرے تو اس سے توبہ کروانے
میں اختلاف ہے کہ کیا توبہ کر کے توبہ قبول
کہنے کے بعد قتل معاف کر دیا جائے گا یا
توبہ کے باوجود قتل کر دیا جائے گا۔ اس
صورت میں راجح قول پہلا ہے۔“

۵ وقال ابن تیمیہ:

إذا ثبت ذلك فنقول هذه
الجناية جناية السب
موجبها القتل، لما تقدم
من قوله صلى الله عليه وسلم:
من لكعب بن الأشرف
فانه قد آذى الله ورسوله
فعلم أن من آذى الله و
رسوله كان حقه أن يقتل
ولما تقدم من أنه
أهدر النسب صلى الله عليه
وسلم دم المرأة السابة
مع أنها لا تقتل لصحرد
نقض العهد ولما تقدم من
أمره صلى الله عليه وسلم
قتل من كان يسيئه مع
امسأله عمن هو بمنزلة
في الدين وندبه الناس
في ذلك والثناء على من
سارع في ذلك ولما
تقدم من الحديث المرفوع
ومن أقوال الصحابة أن

اسی طرح ابن تیمیہ لکھتے ہیں :-

”جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اب ہم
کہتے ہیں کہ اس جرم بدگوئی کی سزا صرف
قتل ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ”کون کعب بن الأشرف کو
قتل کرے گا کہ اسی نے اللہ اور اس
کے رسولؐ کو اذیتیں دی ہیں“ اس سے
معلوم ہوا کہ جو اللہ اور رسولؐ کو اذیت
پہنچائے گا اس کا قتل ہی برحق ہے،
اور یہ واقعہ بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگوئی کر کے
والی عورت کے قتل کو بلا خون قرار دیا
تھا حالانکہ صرف نقصن عہد کی وجہ سے
عورت کو قتل نہیں کیا جاتا اور یہ بھی
گزر چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بدگوئی کرنے والوں کو قتل کرنے کا
حکم ہی نہیں دیا (حالانکہ انہی کے
دوسرے ہم مذہب دوسرے لوگوں سے آپؐ
نے اپنا ہاتھ دو کے دکھا) بلکہ لوگوں کو
اس پر آمادہ کیا، اور اس کام میں پھر قی
کر کے والوں کی آپؐ نے تعریف فرمائی
اور پیچھے حدیث مرفوعہ اور اقوال صحابہؓ

من سب نبیاً قتل و
من سب غیر نبی جلد -
(المقام ۲۹)

۹ وفی الشرح علی
المغنی :-

تحت مسئلہ وهل تقبل
توبة الذندیق ومن
تكررت دتته او من سب
الله تعالى او رسوله
او الساحر علی روایتین
احداهما لا تقبل توبته
ويقتل بكل حال والاخرى
ما تقبل توبته، كغيره -

مفهوم کلام الشیخ رحمہ
الله أن المرقد اذا تاب
تقبل توبته ای کافر کان
هو ظاهر کلام الخرق
سواء کان ذندیقاً اولم
یکن وهذا مذهب
الشافعی والعنبری و
یروی عن علی وابن
مسعود وهو احدی

گزر چکے ہیں کہ جو کسی نبی کو بُرا کہے
اُسے قتل کر دیا جائے اور کسی غیر نبی
کو بُرا کہے اُسے کوٹھے لگائے جائیں۔
علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ اپنی مشہور کتاب
شرح المغنی میں لکھتے ہیں :-

”باقی رہا یہ مسئلہ کہ زندیق اور وہ شخص
جو بار بار مرتد ہو اور وہ شخص جو اللہ
رسول کو گالی دے، نیز جادوگر کی توبہ
قبول ہے یا نہیں؟ اس میں دو روایتیں
ہیں، پہلی یہ کہ توبہ قبول نہیں اور ہر
حال میں اُسے قتل کیا جائے گا اور
دوسری یہ کہ عام مرتد کی طرح توبہ کر لیں
تو توبہ قبول کر لی جائے گی۔“

مصنف کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ
مرتد اگر توبہ کر لے تو ایک روایت کے
مطابق اُس کی توبہ قبول ہوگی چاہے
جیسا بھی کافر ہو اور علامہ خرقی کے کلام
سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چاہے زندیق
ہو یا نہ ہو یہی امام شافعیؒ اور عنبریؒ کا
مذہب ہے اور حضرت علیؓ و حضرت
عبداللہؓ ابن مسعودؓ سے مروی ہے اور یہی
امام احمدؒ سے ایک روایت ہے جس کو

الروایتیں عن احمد واختیار
 أبی بکر الخلال وقال إنه
 أولى على مذهب أبی عبدالله
 والرواية الاخرى لا تقبل
 توبة الزنديق ومن
 تكررت دذته وهو قول
 مالك والليث واسحاق و
 عن أبی حنيفة روايتان -
 واختيار ابی بکر انهما لا تقبل
 لقول الله تعالى "إِنَّ الَّذِينَ
 تَابُوا وَاصْلَحُوا وَبَيَّنَّوْا"
 والزندیق لا يظهر من ما
 یبین به رجوعه وتوبته
 لأنه كان مظهرًا للإسلام
 مسرًا للكفر فإذا أظهر
 التوبة لم يزد على ما كان
 منه قبلها وهو اظهار
 الإسلام وأما من تكررت
 دذته فقد قال الله تعالى:
 "أَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا
 ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا
 ثُمَّ أَرَادُوا كُفْرًا لَمْ

ابو بکر خلال نے اختیار کیا ہے۔ اور اسے
 ہی امام احمد بن حنبل کا مذہب قرار
 دیا ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی توبہ
 قبول نہیں۔ نیز اس کی جو بار بار مرتد ہو
 یہی امام مالک، لیث اور اسحاق کا
 مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ سے اس
 سلسلہ میں دونوں روایتیں ہیں۔

ابو بکر کی ترجیح کے مطابق ایسے شخص
 کی توبہ مقبول نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
 کا قول ہے: "مگر (لعنت سے وہ مستثنیٰ
 ہیں) جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر
 دیں اور ظاہر کر دیں" اور زندیق سے
 ایسی چیز ظاہر ہی نہیں ہوتی جو اس کے
 رجوع اور توبہ کو واضح کر سکے۔ کیونکہ وہ
 تو پہلے سے اسلام ظاہر کرتا تھا اور کفر
 کو چھپاتا تھا۔ اب جب اس نے توبہ
 ظاہر کی تو پہلے سے زائد کوئی نئی بات
 ظاہر نہیں ہوتی اور وہ اس کا اظہار
 اسلام ہے (جس کی حقیقت ظاہر ہو
 چکی ہے) یہاں وہ شخص جس کا ارتداد بار
 بار ہو تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد واضح

يَكُنَ اللَّهُ لِيْغْفِرَ لَهُمْ
وَلَا لِيْهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا-

(شرح المعنى ص ۱۷)

ہے کہ ”بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر
ہو گئے، پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے
پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ
ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان
کو رستہ دکھائیں گے۔“

اسی سابقہ عبارت کی تشریح کرتے
ہوئے امام صاوی مالکی اپنے حاشیہ
میں فرماتے ہیں :-

”وہ جو نبی کو ”سب“ کرنے والے کا حکم
بیان کیا جا رہا ہے اس میں سب کا
لفظ گالی کو بھی شامل ہے اور ہر
برے کلام کو بھی۔ تو اب آپ پر تہمت
آپ کی شان کو ہلکا سمجھنا، آپ پر
عیب لگانا، یہ ساری صورتیں ”سب“
کے لفظ میں داخل ہیں۔ اور سب کا
حکم یہ ہے کہ اگر وہ مکلف (عقل بالغ ہو)
تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ تن میں جو
یہ فرمایا گیا کہ غصہ میں گالی دینا عذر نہیں
اس سے مسئلہ معلوم ہو گیا کہ غصہ کی حالت
میں کسی کو درود پڑھنے کے لئے کہنا بھی جائز
نہیں رکھیں وہ غصہ میں کچھ اور نہ بک دے
تن میں مسلمان بدگو کی عبارت کا مطلب

نَا وَقَالَ الصَّادِي فِي حَاشِيَتِهِ
عَلَى الشَّرْحِ الصَّغِيرِ
قَوْلُهُ :

كَالسَابِّ لِلنَّبِيِّ، السَّبُّ
هُوَ الشَّتْمُ وَكُلُّ كَلَامٍ
قَبِيحٍ، حَيْثُذُ فَالْقَذْفُ
وَالِإِسْتِخْفَافُ بِحَقِّهِ
أَوْ إِلْحَاقُ النِّقْصِ لِلدَّخَالِ
فِي السَّبِّ وَيَحْتَلُّ قَتْلُ
السَّابِّ إِنْ كَانَ مُكَلَّفًا-

قَوْلُهُ فَلَا يَعْذَرُ إِذَا سَبَّ
حَالِ الْغَيْظِ وَمِنْ هَلْهَنَا
حَرَمَ عَلَى مَنْ يَقُولُ لِمَنْ
قَامَ بِهِ غَيْظٌ صَلَّى عَلَى
النَّبِيِّ قَوْلُهُ أَمَا لِسَابِّ
الْمُسْلِمِ الْإِذْ وَضَحَ فِي
الْعِبَارَةِ أَنْ يَقُولَ أَمَا

المسلم اذا ارتد بغير السب
 ثم سب من الردة ثم
 اسلم فلا يسقط قتل
 السب - قوله والمراجع
 الاول أى قبول توبته
 كما هو مذهب الشافعي
 حتى في سب الانبياء
 والملائكة، والفرق بين
 سب الله فيقبل وبين
 سب الانبياء والملائكة -
 لا يقبل أن الله لما
 كان منزها عن النقص
 له عقلا قبل من العبد
 التوبة بخلاف خواص
 عبادہ فاستحالة
 النقص عليهم من
 اخبار الله لا من
 ذواتهم فيشدد -

(الشرح المغير)

(ص ۲۱۹، ص ۲۲۰ ج ۲)

یہ ہے کہ مسلمان اگر کسی اور وجہ سے مرتد
 ہو گیا۔ حالت ارتداد میں بدگوئی کی پھر
 اسلام لے آیا تو بھی بدگوئی کی سزا قتل
 معاف نہ ہوگی۔ نمن میں جو یہ فرمایا گیا
 کہ راجع پہلا قول ہے اس کا مطلب یہ
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی
 کرنے والے کی توبہ قبول ہو جائے گی جیسا
 کہ انبیاء اور ملائکہ کی شان میں گستاخی
 کرنے والے کے بارے میں بھی امام شافعی
 کا یہی مذہب ہے۔

لیکن ہمارے مذہب میں جو یہ فرق
 ہے کہ سب اللہ کی توبہ قبول ہے
 اور سب الانبیاء کی توبہ قبول نہیں اس
 کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو عقلاً
 عیب سے پاک ہے اس لئے توبہ
 قبول ہو جائے گی۔ باقی اللہ تعالیٰ
 کے نیک بندے تو ان کا عیب سے
 پاک صاف ہونا اللہ تعالیٰ کے
 بتلانے سے ہوا ہے ان کی اپنی ذات
 کی وجہ سے نہیں۔ اس لئے اس بارے

میں سختی کی جائے گی اور توبہ قبول نہ ہوگی۔“

قتل مرتد کے طریقہ پر

فقہ حنفی کی تین عبارتیں

۱۔ قال صاحب المدنی بحث المرتد :

فإن أسلم فبها وإلا قتل
وقال الشامي قوله وإلا
قتل أي ولو عبداً فيقتل
وإن تضمن قتله إبطال
حق المولى وهذا بالإجماع
بإطلاق الأدلة فتح قال في
المنع وأطلق فشمس الإمام
غيره لكن إن قتله غيره
أو قطع عضواً منه بلا
إذن الإمام آذبه الإمام۔

(شامی ۲۲۷ ج ۲)

۲۔ فی العالمگیریۃ فی احکام المرتدین :

فإن قتله قاتل قبل عرض

علامہ شامی مرتد کی بحث میں لکھتے ہیں کہ :-

”تمن میں مرتد کے قتل کے واجب ہونے کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جو امام (حاکم وقت) اور غیر امام (غیر حاکم) دونوں کو شامل ہے۔ لیکن حاکم وقت کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص حاکم کی اجازت کے بغیر مرتد کو قتل کرے گا یا اس کے کسی عضو کو کاٹ دے گا (تو اسے قتل یا قطع کی سزا تو نہ ملے گی لیکن) امام اس کو تادیب کرے گا (کیونکہ یہ سزا جاری کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے)۔“

فتاویٰ عالمگیری میں مرتدین کے احکام ذکر کرتے ہوئے کہا گیا :

”اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے

کوئی قاتل اُسے قتل کر دے یا اُس کے کسی عضو کو کاٹ دے تو ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے (بحوالہ فتح القدیر) اور اس پر ضمان واجب نہ ہو گا۔ لیکن اگر امام کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو اُسے تادیب کی جائے گی (کہ حکومت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں کیوں لئے؟)

فتح القدیر شرح ہدایہ میں علامہ ابن الہمام نے فرمایا :-

”کہ ہدایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے کوئی قاتل اُسے قتل کر دے تو مکروہ ہے مگر قاتل پر کچھ ضمان واجب نہ ہو گا۔ اس میں مکروہ سے مراد ترکِ مستحب ہے اور ضمان کا واجب نہ ہونا اس لئے ہے کہ مرتد کے کفر نے اس کے قتل کو جائز کر دیا تھا اور دعوتِ اسلام پہلے پہنچ چکنے کے بعد دوبارہ پہنچانا واجب نہیں ہے۔ اور اس لئے بھی کہ کفرِ مرتد اُسے مباح الدم بنا دیتا ہے اور مرتد کے خلاف ہر جرم بلا ضمان ہے۔ اور متن میں مکروہ سے مراد مکروہ

الإسلام عليه أو قطع عضوًا منه كره ذلك كراهة تنزيهاً هكذا في فتح القدير وضمان عليه لكنه إذا فعل بغير إذن الإمام ادب على ما صنف كذا في غايۃ البيان - (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۵۲)

یؔ وقال ابن الهمام :

في المهادية فإن قتله قاتل قبل عرض الإسلام عليه كره ولا شيء على القاتل ومعنى الكراهية ههنا ترك المستحب وانتفاء المضمن لأن الكفر مبطل للقتل والعرض بعد بلوغ الدعوة غيد واجب وقال ابن الهمام قوله فإن قتله قاتل الخ لأن الكفر مبطل لكل جنابة على المرتد هدر ومعنى الكراهية هنا كراهة

تَنْزِيهَا وَعِنْدَ مَنْ يَقُولُ
بِوَجوبِ الْعَرَضِ كَرَاهَةً
تَحْرِيمًا وَفِي شَرْحِ الْمُطَاعَى
إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ أَيْ الْقَتْلِ
أَوْ الْقَطْعِ بِغَيْرِ إِذْنِ
إِبْنِ مَامٍ أَقْب -
(فتح القدیر ص ۳۱ ج ۵)
تَنْزِیہا ہے ہاں جو لوگ دوبارہ عرض
اسلام کے وجوب کے قائل ہیں ان کے
نزدیک مکروہ تحریمی ہو گا۔ شرح طحاوی
میں مذکور ہے کہ اگر کوئی مرتد کو (بلا اذن
امام) قتل کر دے یا اس کا عضو قطع کر
دے تو امام کی طرف سے اُسے تادیب
سکھائی جائے گی۔“

معافی ایک دھوکہ ہے

بعض اخباروں میں جلی سُرخ سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ رشدی نے معافی مانگ لی اور معلوم ہوا کہ فون پر اُس نے لکھوایا کہ میں نے ایک ناول لکھا تھا، اگر کسی کو اس سے تکلیف پہنچی ہو تو میں اس سے معافی مانگتا ہوں۔

حالانکہ ناول معروف ہستیوں کے نام لے لے کر گندی خلافِ انسانیت گالیاں بکنے کا نام نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی یہ معافی ایک دھوکہ ہے۔ کیونکہ معافی تو اسی سے مانگی جاسکتی ہے جس کو تکلیف یا نقصان یا بے عزتی یا بد قالی کی گنتی ہو تو ان حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں، پھر کس سے معافی اور کیسی معافی ہے؟ یہ تو سب اللہ کے مقربین اُس کے برگزیدہ و منتخب ہستیاں ہیں۔ ان کی شان میں معمولی گستاخی بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، عزیزوں خاندان کے لئے، اور اُن کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہی نہیں سخت تکلیف دینا ہے اور

اللہ تعالیٰ کی اذیت سے جو دنیا و آخرت کے عذابوں، وبالوں کا حملہ اپنے اوپر اپنے حمایتیوں پر ہمنواؤں پر بلکہ ساتھ میں بہت سے عوام پر بھی عذاب کا مطالبہ کر لینا ہے۔ ان سے تمام باتوں کی توبہ جزئی اور دل کی گہرائی سے توبہ کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اول تو ان سب سے معافی تک طلب نہیں کی گئی۔ دوسرے توبہ کے قاعدہ سے نہیں کی۔

تیسرے وہاں سے معافی حاصل ہی نہیں ہو سکتی تو ہمارے عالم کو دھوکہ دے کر اندھا بنانا ہے۔

دوسرے رشدی کے بیان میں ”اگر“ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اب بھی اُس کے نزدیک تو کوئی بات اہانت، تذلیل و تحقیر کی واقعی نہیں ہوئی اگر کسی کو خواہ مخواہ تکلیف ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔

ذرا غور تو کیا جائے کہ توبہ خالص کی معافی اور وہ بھی صرف اس وقت کے متنبہ کرنے والوں سے اور پھر اپنی نظر میں غیر واقعی بات کہ ”اگر“ ہو تو، یہ کیا معافی مانگتا ہے؟ یہ تمام دنیا کو دھوکہ دینے کے سوا اور کیا ہے؟ یاد رکھئے اللہ تم کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا وہ دل کا حال خوب جانتے ہیں۔

دنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کو جو اس سخت اضطراب کی آگ میں بھن رہے ہیں اور تڑپ تڑپ جا رہے ہیں۔ کیا اس دھوکہ سے کوئی سکون ہو سکتا ہے؟ وہ تو اس لفظ معافی کو تیر و تفنگ سے زیادہ ہلکی اور جلتی آگ پر تیل نہیں بلکہ ٹیڑھوں چھڑکنا سمجھتے ہیں۔ اور رشدی کے چند حامی لوگ ہاں میں ہاں ملانے والے اس پر کچھ کہہ اٹھیں تو کیا ان اربوں کے دل کی بھڑاس دھیمی ہو سکتی ہے؟ اگر واقعی جن کی اس قدر گندی توہین و تذلیل کی گئی ہے ان کو اور ان کے محبوبوں تمام انبیاء و رسل تمام متقی لوگ، تمام شرافت رکھنے والے، تمام انسانیت کے پتلے اس سے چین پاسکتے ہیں اور کیا وہ عذاب الہی جو ایسے عرش ہلا دینے والے

گناہوں پر بے قرار ہو کر برس پڑتے ہیں۔ اس سے ان کی کوئی رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

احکام الہی، ارشادات نبوی، اجماع اُمت، قیاس شرعی، عقل سلیم اور ہنسک عزت کا قانون تمام دنیا کی قوموں اور ملکوں میں دیکھ چکے ہیں تو اس کے سوا کیا چارہ کار ممکن ہے کہ رشدی کے اپنے وجود سے زمین و آسمان کو پاک کر دیا جائے یہی اصل توبہ ہے۔

منا ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صاحب سے نہ ناصادر ہو گیا تھا، ان کو سب انجام نظر آتے تھے اس کے باوجود خود حاضر ہوئے اور منزلے اسلامی رجم سے فتنے گھاٹ اُتر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی توبہ وہ توبہ ہے کہ سارے مدینہ والوں پر تقسیم ہو جائے تو سب کی نجات کو کافی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ ایسی ہی توبہ نصیب ہو جائے۔

خلاصہ

۱۔ اب تک قرآن حکیم کی آیات طہیات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک، اجماع اُمت کے حوالوں اور جلیل القدر ائمہ فقہاء کے حوالے سے جو تحقیق پیش کی گئی۔ اس سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو گئی کہ بول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مراحتہ یا تعریضاً بد گوئی کرنے والا شخص مرتد بھی ہے اور آپ کی ذات اقدس پر تہمت لگانے والا بھی ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ مرتد کی سزا قتل ہے یعنی اس کو قتل کرنا فرض ہے۔ اس میں بھی مرد مرتد کے قتل کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قتل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے وہ ہر طریقہ سے

ایسے مجرم کو نکال کر اُس پر قتل کی سزا جاری کرے۔ عام آدمی کے لئے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کسی عام شخص نے ایسے مرتد کو قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے نہ تافان، کیونکہ مرتد مباح الدم (یعنی جائز القتل) ہوتا ہے۔ عام شخص کے لئے ایسا کرنا صرف خلافِ مستحب ہے جس پر حکومت کی طرف سے صرف تادیب ہوگی۔

یہ بات بھی اچھی طرح سے ثابت ہو گئی کہ ایسا مرتد اگر صحیح طرح توبہ نہ کرے تو اس کی سزا ہر حال میں قتل ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یہ بات بھی خوب ثابت ہو گئی کہ ایسا بد گور مرتد اگر اپنی بد گوئی اور اپنے کفر سے صحیح توبہ کر لے تب بھی اکثر علماء، فقہاء اور محدثین کے نزدیک اس کا اسلام تو قبول ہو جائے گا مگر بد گوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگانے کی وجہ سے اُس کی سزائے قتل ہرگز معاف نہ ہوگی۔ اسلام لانے کے باوجود بطور حد کے قتل کیا جائے گا (جیسا کہ عام انسانوں کو لگائی جانے والی تہمت پر حدِ قذف کہ وہ بھی توبہ سے معاف نہیں ہوتی)۔ احناف کے اکثر جلیل القدر علماء کا یہی مذہب ہے۔

البتہ بعض علماء کے نزدیک اگر وہ صحیح طور پر توبہ کر لے (جس طرح توبہ کرنی چاہیئے) تو اسلام قبول کرنے کے علاوہ اس کی سزائے قتل معاف ہو سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک شافعی اور ایک حنفی عالم کی عبادتیں پیش ہیں۔ تطویل کے پیش نظر ترجمہ نہیں کیا گیا :-

من قال بسقوط وجوب قتل الساب إذا تاب

١ قال القاضي ابويحيى ذكرى الانصارى الشافعى وهو تلميذ ابن حجر وابن الهمام واستاذ الشعراوى فى فتاواه -

سئل عن سب النبي صلى الله عليه وسلم ثم تاب هل الفتوى على قتله حذا كما صرح به صاحب الشفاء ونقله عن اصحاب الشافعى او على خلافه فأجاب أن الفتوى على عدم قتله كما جزم به الاصحاب فى سب غير كذب ورجحه الغزالي ونقله ابن المقرئ عن تصحييف فى سب هو كذب لان الإسلام يجب ما قبله - ونقل قتله عن اصحاب الشافعى وهم - بل هم متفقون على عدم قتله فى الشق الاول وجمهورهم مرجحون له فى الثانى -

(فتاوى شيخ الاسلام الانصارى)

٢ وتكلم ابن عابدين فى حاشيته على الذروقال فى آخر كلامه : وقد استوفيت الكلام على ذلك فى كتاب سميت تذييه الولاة والحكام على احكام شائع خير الانام عليه الصلوة والسلام -

(شامى ص ١٢٣ ج ٢)

وفى رسائل ابن عابدين فى الرسالة المذكورة :-

ثم اعلم ان الذى تحذر لنا من مسئلة الساب ان للحنفية فيها ثلاثة اقوال -

قول الاول انه تقبل توبته ويندرى عنه القتل بها

وأنه يستتاب كما هو رواية الوليد عن مالك وهو المنقول
 عن أبي حنيفة وأصحابه كما صرح بذلك علماء المذاهب
 الثلاثة كالقاضي عياض في الشفا وذكر أن الإمام الطبري
 نقله عنه أيضاً وكذا صرح به شيخ الإسلام ابن تيمية و
 كذا شيخ الإسلام التقي السبكي وهو الموافق لما صرح به
 الحنفية كالإمام أبي يوسف في كتابه الخراج من أنه
 إن لم يتب قتل حيث علق قتله على عدم التوبة
 فدل على أنه لا يقتل بعدها ولما صرح به في المنتف
 ونقلوه في عدة كتب عن شرح الطحاوي من أنه مرتد
 وحكمه حكم المرتد ويقتل به ما يفعل بالمرتد ولما
 صرح به في المحاوي من أنه ليس له توبة سوى
 تجديد الإسلام وهو الموافق أيضاً لإطلاق عبادات
 المتون كافة وهي الموضوعات لنقل المذاهب
 وهذا بإطلاقه شامل لما قبل الرفع إلى الحاكم
 لما بعده -

والقول الثاني | ما ذكره في البزازية اخذاً من الشفاء
 والصارم المسلول من أنه لا تقبل
 توبته مطلقاً قبل الرفع ولا بعده وهو مذهب المالكية
 والحنابلة وتبعه على ذلك العلامة خسرو في الدرر
 والمحقق ابن البهمام في فتح القدير، وابن نجيم في البحر
 والاشباة والتمرقاشي في التنوير والمنح والشيخ خير الدين
 في فتاواه وغيرهم -

والقول الثالث | ما ذكره المحقق أبو السعود آفندي العمادي من التفصيل وهو أنه

تقبل توبته قبل رفعه إلى الحاكم لا بعده وتبعية عليه
الشيخ علاء الدين في الدد المختار وجعله محل القولين
الأولين وقد علمت أنه لا يمكن التوفيق به للمباينة
الكلية بين القولين وأن القول الثاني أنكره كثير من
الحنفية وقالوا إن صاحب البزازية تابع فيه مذهب
الغير وكذا أنكره أهل عصر صاحب البحر وعلمت أيضا
أن الذي عليه كلام المحقق أبي السعود آخر وهو أن
مذهبنا قبول التوبة وعدم القتل ولو بعد رفعه إلى الحاكم
وهذا هو القول الأول بعينه ففيه رد على صاحب البزازية
ومن تبعية وإنما جعلناه قوله ثالثا بناء على ما أفاده أول
كلامه تنزلا وارجاء للعنان -

فيما خي | هذه الأقوال الثلاثة بين يديك قد أوضحت

لك وعرضتها عليك فاختر منها لنفسك ما ينجيك
عند حلول رمسك وأنصف من نفسك حتى تميز عثها من
سحنها، والذي يغلب على في هذا الموضع الخطر والأمر
العسر واختاره لخاصته نفسي وأرضيه ولا الزم أحدا أن يقلد في فيه على
حب ما ظهر لفكرى الفاتر ونظري القاصر هو العمل بما ثبت نقله عن أبي
حنيفة وأصحابه لا مورد الخ (رسائل ابن عابدين ص ٣٣٣)

له وبمثله صرح ابن عابدين في شرح عقود رسم المفتى ص ٣

(بمشورة من الشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى دام ظلهم) ١٢ محمود -

توبہ کا طریقہ

تمام تحقیقات آپ سب کے سامنے رکھ دی ہیں۔ نرم بھی گرم بھی اُمت کے بہت سے علمائین کے نزدیک تو ان آیات و احادیث کی وجہ سے توبہ بھی معتبر نہیں۔ سوائے اپنے وجود سے دنیا کو پاک کر دینے کے کوئی علاج نہیں ہے لیکن بعض حضرات نے توبہ کی اجازت دی ہے مگر یہ یاد رہے کہ ہر جرم کی توبہ اسی کے درجہ کی ہوتی ہے اگر آج کے سب مسلمان بھی ان پر رحم کے لئے تیار ہوں اور وہ بھی دل سے احساس کہ چکے ہوں تو رحم کے لئے تیار ہو جانے کی کم از کم علماء کے قول پر کچھ گنجائش ہے کہ جرم کے موافق توبہ کی ہو جس کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔ چونکہ یہاں جرم بہت سے ہیں اس لئے ان کی توبہ اس مرتبہ کی ہوگی۔

۱۔ آیات، احادیث، اجماع اور قیاس سب سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس لئے فوراً اسلام کی تجدید کرنی لازم ہے۔ سربراہ آوردہ علماء و عوام کے مجمع میں باقاعدہ اسلام کی تجدید کرنی ہوگی اور اس کا اسی قدر اعلان جس قدر ان حرکتوں کا اعلان ہوا ضروری ہوگا۔ ایسا نہ ہو اس سے پہلے موت آجائے اور ہمیشہ کو جہنم میں رہنا ہو۔

۲۔ ان سب باتوں پر اسلام ختم ہونے سے نکاح بھی ختم ہو گیا۔ اب فوراً اسلام لاتے ہی نکاح کی بھی تجدید کرائیں اور اس کا اعلان اسی اعلان کی طرح ہو۔

۳۔ توبہ نام ہے تین باتوں کا : (۱) گذشتہ پر انتہائی شرمندگی ہو۔ (۲) اس وقت انتہائی عاجزی اور گریہ و زاری سے خدا تعالیٰ سے

معافی مانگی جائے۔ (iii) آئندہ کے لئے ان سب باتوں کے نہ کرنے کا پختہ عہد کیا جائے۔

بلکہ ان کی تلافی کے لئے ان سب کے محاسن بزرگی اعلیٰ مرتبوں کو اسی عام ترین اعلان سے تقریر و تحریر سے ظاہر کرتے رہا کریں اور گزشتہ کی غلطیاں طشت اندام کریں تو توبہ کی تکمیل ہو جائے۔

۴۔ امراؤل کے لئے یعنی گزشتہ پر شرمندگی کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ہر بات کا بے دلیل، بے مشاہدہ، بے ثبوت، جھوٹ، بہتان ہونا اور ہر کرنے والوں کی حرکت کا انکشاف اسی زور شور سے انہی تمام اخبارات میں آنا ضروری ہے جن میں یہ سب باتیں آج تک طبع ہوتی رہیں۔

۵۔ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود رہے گی، پڑھی جاتی رہے گی، اس کا رہنا، پڑھا جانا، ان پر شرمندگی، اُن کا بیہودہ، غلط، جھوٹ ہونا ختم نہ ہوگا۔ جس طرح ہو سکے اُس کے ہر ہر نسخہ کو علی الاعلان ہر جگہ جلوا یا کریں اور صحت یہ اعلان کرے کہ سب اس کو جلادیں ورنہ کم از کم اس سے میرے نام کے ورق کو جلادیں۔ عام اعلان سب اخباروں کو دیا جائے۔ اس طرح توبہ کا پہلا بجز مکمل ہوگا۔ پھر دوسرا، تیسرا جز اور ان کا اعلان دنیا بھر میں ہو۔

۶۔ فوراً ان تمام باتوں کا بے ثبوت، بے اصل، جھوٹ، کافرانہ ایجادات قرار دینے کے مضامین کی اس قدر بھر مار ہو جس قدر ان باتوں کی ہو چکی ہے۔

یہ توبہ ہو جائے تو رشتہ دی صاحب ہمارے جگری بھائی بن جائیں گے کہ حضورؐ نے

فرمایا ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا

ہے جیسا اُس کا کوئی گناہ نہیں) بس توبہ خالص و مکمل ہو تو ان بعض علماء کے نزدیک

پاک ہو سکتے ہیں (جن کی عبارات آفریں ہم نے درج کی ہیں)۔

قائد ایران کے مثالی اقداماتسات نکات

علامہ خمینی نے عظیم الشان اقدامات کر کے ساری دُنیا کی آنکھیں کھول دیں کہ اس سے زیادہ دُنیا بھر میں کوئی اور جرم نہیں ہو سکتا۔

۱۔ ایسے مجرم کو قتل کرنے والے کے لئے وہ عظیم انعامات مقرر کئے کہ آج تک پوری دُنیا میں کسی نے اتنے انعامات مقرر نہیں کئے ہوں گے۔ اگر اس کا قاتل ایران کا باشندہ ہو تو پچاس لاکھ ڈالر (۵۰۰۰۰۰) اور اگر دوسرے ملک کا باشندہ ہو تو دس لاکھ حکومت ایران پیش کرے گی۔

علامہ خمینی کا انعام ساری دُنیا کے انعامات سے بڑھ چڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی اندرونی حقیقت اور بھی بہت بڑی شان کا انعام بتاتا ہے کہ خمینی صاحب تقریباً ساری زندگی ایسے ملہب سے وابستہ رہے ہیں جو ایسی گالیوں کو بہترین ذخیرہ قرار دیتے ہیں تو جو شخص زندگی بھر ان گالیوں سے مانوس رہا آج اس سے بھی جو گالیاں برداشت نہ ہو سکیں اور اس قدر غیظ و غضب ان کو بدکردار پر آیا کہ دُنیا بھر میں سب سے زیادہ انعام کی پیش کش پر مجبور ہو گئے تو اس سے اندازہ لگایا جائے کہ غیر مانوس لوگوں کو ان گالیوں سے جو دین نہیں، شرافت نہیں، انسانیت کی رستی تک سے خالی ہونے کی دلیل ہیں، کس قدر ان کو غیظ و غضب ہوا ہو گا اور ان کی غیرتِ ایمانی و غیرتِ شرافت و انسانیت کے اضطراب کا کیا عالم ہو سکتا ہے؟

۲۔ خمینی صاحب نے تمام دُنیا کی حکومتوں کو چیلنج دے دیا ہے کہ اگر ان میں

انسانیت کا ذرا سا بھی کوئی حقہ باقی ہے تو اپنی پوری طاقت و قوت کا مظاہرہ کریں ورنہ اپنے آپ کو انسانیت کے طبقہ سے الگ قرار دیں۔

۳۲ حکومت ایران نے اقوام متحدہ کو جھنجھوڑ ڈالا ہے کہ کیا اقوام متحدہ دنیا کے سب سے بڑے مجرم کو یوں آزاد چھوڑنے سے اقوام متحدہ رہ سکتی ہے؟ کیا یہ دعویٰ بلا دلیل قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ آخر اقوام متحدہ کی غیرت و حمیت کی کوئی رت باقی ہے یا بالکل غول غول رہ گئی ہے۔

۳۳ علامہ غیلانی نے اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنے مذہب کو یہ درس عظیم دیا ہے کہ وہ آنکھوں سے ہٹی ہٹائیں اور ایسی غلیظ گندی انسانیت سوز، غیرت و حمیت، شرافت و دیانت کا جنازہ نکلنے والی باتوں سے سخت احتراز کریں ورنہ سوچ لیں کہ اُن کے قاتل بھی اسی قدر انعامات کے حق دار ہوں گے۔ ممکن ہے قضاء قدرت انتقام لے لے۔ وقت ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے زندگی ہی میں ہر فرد اس سے بچ جائے۔ گزشتہ سے توبہ آئندہ عہد پختہ کر لیں۔

۳۴ قیامت تک کے لئے ساری دنیا کو بتا دیا ہے کہ ایسا مجرم کوئی بھی ہو کہیں کا باشندہ بھی ہو وہ قتل کا اور اس کا قاتل ایسے انعام کا مستحق ہے اس سے اس کے جرم کا اندازہ کر لیں۔

۳۵ تمام حکومتوں اور قیامت تک آئے والی حکومتوں کو دکھلا دیا ہے کہ یہ مجرم انسانیت کا بدترین مجرم ہے۔ ہر حکومت اس سے متعلق اس کا قانون بنا کر اپنی انسانیت کا ثبوت دے کہ ایسے مجرم اللہ تعالیٰ کی زمین کو اپنے وجود سے ناپاک نہ کر سکیں۔ اگر حکومتیں ایسا قانون نہ بنائیں گی تو وہ ایسے مجرموں کی صف میں کھڑی ہونے کے قابل ہوں گی واہ واہ ۳۵

۷۔ ایں کار اند تو آید و مرغاں چنین کنند
جو حکومت رواداری برتے گی وہ بھی خود اس جرم کی مجرم قرار پائے گی۔
خود سزا کی مستحق ہوگی۔

ضمیمہ ۲

اسرائیل کا دنیا بھر کو الٹی میٹم

سات نکات

اسرائیل نام کی حکومت نے اس کو پناہ دے کہ انتہائی شرمناک خطرناک انسانیت کے مخالف کام کیا ہے۔

۱۔ اسرائیل نے حمایت کر کے علی الاعلان اعتراف کر لیا ہے کہ اس کے اندر اسی کا ہاتھ ہے، نام صرف سلمان رشدی کا ہے اس کو تو صرف بیوقوف بنایا گیا ہے، اندر سے سادہ اکام اسرائیل کا ہے۔

۲۔ اسرائیل نے ساری دنیا کی حکومتوں کو الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اس گندے غیر انسانی جرائم کے حامی کے دنیا بھر میں محافظ ہم ہیں۔ جس کا جی چاہے ہم سے مقابلہ کر لے۔ ہم اُس کے برابر حامی ہی رہیں گے۔ خصوصاً دنیا بھر کے ادیبوں مسلمانوں اور اُن کی حکومتوں کو اور ہر انسانیت رکھنے والی حکومت کو جنگ کا الٹی میٹم ہے کہ کوئی ہے جو اس کو لے سکے۔

۳۔ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ مجرم کی حمایت مجرم کی پرورش بلکہ اور حوصلہ دینے کے برابر ہے۔ یہ بات خود اُسے ساری دنیا میں بدنام

کمرنے کے لئے کافی ہے۔

۴ کیا پوری حکومت میں کوئی انسان انسانیت سوز فحش گالیبوں سے بیقرار ہونے والا نہیں ہے سب خلاف انسانیت مزاج کے مالک ہیں۔

۵ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ دنیا کے معزز ترین بہرہ گوں کی تذلیل سے عرش تک لرز اٹھتا ہے اور پھر تمام مجرموں اور اُن کے حمایتیوں پر انتقام قدرت نازل ہو سکتا ہے۔

۶ کیا اسرائیل نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی غیرت، حیا، شرم، حمایتِ حق کا دلولہ نہیں رہا ہے کہ اُس نے علی الاعلان الٹی میٹم دے دیا ہے۔

۷ کیا اسرائیل نے اسی سے اس کی تائید نہیں کر دی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب یہودیوں کے اسلام کی روزِ روز کی فتوحات برداشت نہ ہو سکیں تو اپنی عورتوں کو منافق بنا کر مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے نکاح میں داخل کیا اور یہ پھوٹ ڈالنے کا کام کیا کہ جانشین داماد تھا، سب غاصب ظالم ڈاکو ہیں اور اسی سے ایک فرقہ جنم لے گیا جس کا ڈیڑھ ہزار سال تک کوئی اور حملہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تو یہ حملہ بھی اسی طرح کا ہے، یہ بھی صدیوں تک برابر کام کر سکتا ہے۔ اس سے اس پھر یہ کی حمایت بھی ثابت ہو گئی۔

اسرائیل یاد رکھے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ دجال کے ساتھ سارے یہودیوں کا قلع قمع ہو گا۔ کوئی نام کا یہودی بھی نہ رہ سکے گا۔ دنیا و آخرت دونوں جہان کی تباہی ان کے لئے آ رہی ہے۔ اچھا ہو کہ وہ ہوشِ سنبھال لیں۔

استفتاء کے نمبر اور جوابات

۱۔ یہ شخص مرتد ہے جیسا کہ آیات و احادیث اور اجماع و قیاس وغیرہ سے ثابت ہو چکا ہے اور جو کافر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے وہ حضورؐ کے زمانے تک منافق اور بعد میں زندیق کہلاتا ہے (دیکھیں آیت ۲۲ اجماع کی بحث اور حوالہ ۹) اس لئے یہ شخص مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

۲۔ تمام آیات، احادیث، اجماع، قیاس، عقل اور فقہاء و علماء کی عبادات سب سے ثابت ہے کہ اس کے ناپاک وجود سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کرنا ضروری ہے۔

۳۔ جس کو قدرت ہو، جب قدرت ہو وہ سزا نافذ کرے۔ یہ ہر مسلم حکومت کا فرض ہے یا کوئی غازی علم دین پیدا ہو جائے۔

۴۔ جس کو قدرت ہو فوراً سزا نافذ کرے، قدرت نہ ہو تو قدرت حاصل کرے۔ جیسا کہ احادیث پاک کے حصہ میں گزر چکا ہے کہ بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو سزا دی گئی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (دیکھیں نابینا کی باندی کا واقعہ کعب بن الاشرف، ابن عطل وغیرہ کا واقعہ)۔

۵۔ رشدی نے جو معافی مانگی وہ دھوکہ ہے، جیسا کہ اسی عنوان سے لکھا جا چکا ہے اور توبہ کا صحیح طریقہ بھی گزر چکا ہے جس کی صرف بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

۶۔ پبلشرز اور ملوث اداروں کے ساتھ قطع تعلق اگر مثل سزا کے ہو یعنی

مسلمان بائیکاٹ کر دیں تو ضروری ہے اور قلبی محبت ہر کافر سے حرام ہے اور جو چیز قلبی تعلق کا قریبی ذریعہ ہوگی وہ بھی حرام اور جو بعید ذریعہ ہوگی وہ مکروہ ہے۔

۷ کفر کی حمایت اور اس کو سراہنا خود کفر ہے۔ ہر مسلمان کے ذمہ ہے کہ جتنی قوت و طاقت ہو ان حرکتوں کو، ان حرکت والوں کو، ان کے اسباب و ذرائع کو ملیا میٹ کر دیں۔ اور جس کو اس کی قدرت نہ ہو اس کو زبان سے اس کی خرابی اور برائی کا بیان کرنا واجب ہے اور جس کو زبان سے کہنے میں جان مال کا خطرہ ہو اس کو دل میں بُرا جاننا واجب ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں یہی تفصیل آئی ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد محمود اشرف عفی عنہ املاء من شیخ
الفقیر المفتی جمیل احمد التھانوی مد اللہ ظلہ العالی
مار ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

کھیل کود اور تفریح

کی شرعی حیثیت

ایک اہم معاشرتی مسئلے پر ایک اچھوتی تحریر
مستند حوالہ جات کے ساتھ

از

جناب مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہم
استاذ جامعہ دارالعلوم کالجی

ناشر

ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور۔ ۲ پاکستان

۲۵۳۲۵۵-۴۲۲۳۹۹۱

تصوف کی حقیقت

اور اُس کا طریق کار

تصوف اور اس کی شرعی حیثیت سلاسل، افکار اور ادوار
دیگر اصطلاحات تصوف کی حقیقت مجددِ جدیدیں ہر مسلمان
کے لیے تصوف کی اہمیت پر ایک مستند اور جامع تحریر

از

جناب مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہ
استاذ جامعہ دارالعلوم — کراچی

— ادارہ اسلامیات —

۱۹۰۔ افارکلی، لاہور ۷، پاکستان

فون: ۴۲۳۳۹۹۱ — ۳۵۳۲۵۵

جمال الاولیاء

حکیم الامتہ مجدد الملتہ تحفۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نہانی رحمہ اللہ کی تصنیف ”جامع کرامات الاولیاء“
کی تلخیص و ترجمہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام
رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات و خوارق عادات کا ایک جامع و مستند تذکرہ

ترجمہ

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ العالی

ادارۃ اسلامیات

۱۹۰۔ انارکلی ○ لاہور

فون ۳۵۳۲۵۵-۴۲۲۳۹۹۱